

دسترسخان

کریلے (بزر)	ایک کلو
نمک	آدھا پاؤ
ادرک	آدھی چھنائک
سرخ مرچ	"
لہسنا	"
کلونجی	دو تو لے
پیاز	آدھا پاؤ

ترکیب: ادرک، سرخ مرچ، ہسن اور کلونجی کو کوٹ پیچئے اور سب کو بیجا کر لیں۔ کریلوں کو چھیل کر پانی میں ابال پیچئے اور نکال کر خشک کر لیں۔ پیاز کو باریک باریک کاٹ کر دھانپ دیں اگر اچار مرتبان میں ڈالا ہو تو دھنک کے اوپر صاف کپڑا باندھ دیں اور اس حمالے کو کریلوں میں بھر کر دھانکے سے باندھ دیجئے پھر انھیں تیل یا سرکے میں ڈال دیجئے اور پھر درس دن بعد استعمال میں لائیں۔

اشیاء	
گاجر	دو کلو
نمک	چار تو لم
رائی	تین تو لم
سرخ مرچ	چار تو لم
لہس	تین تو لم

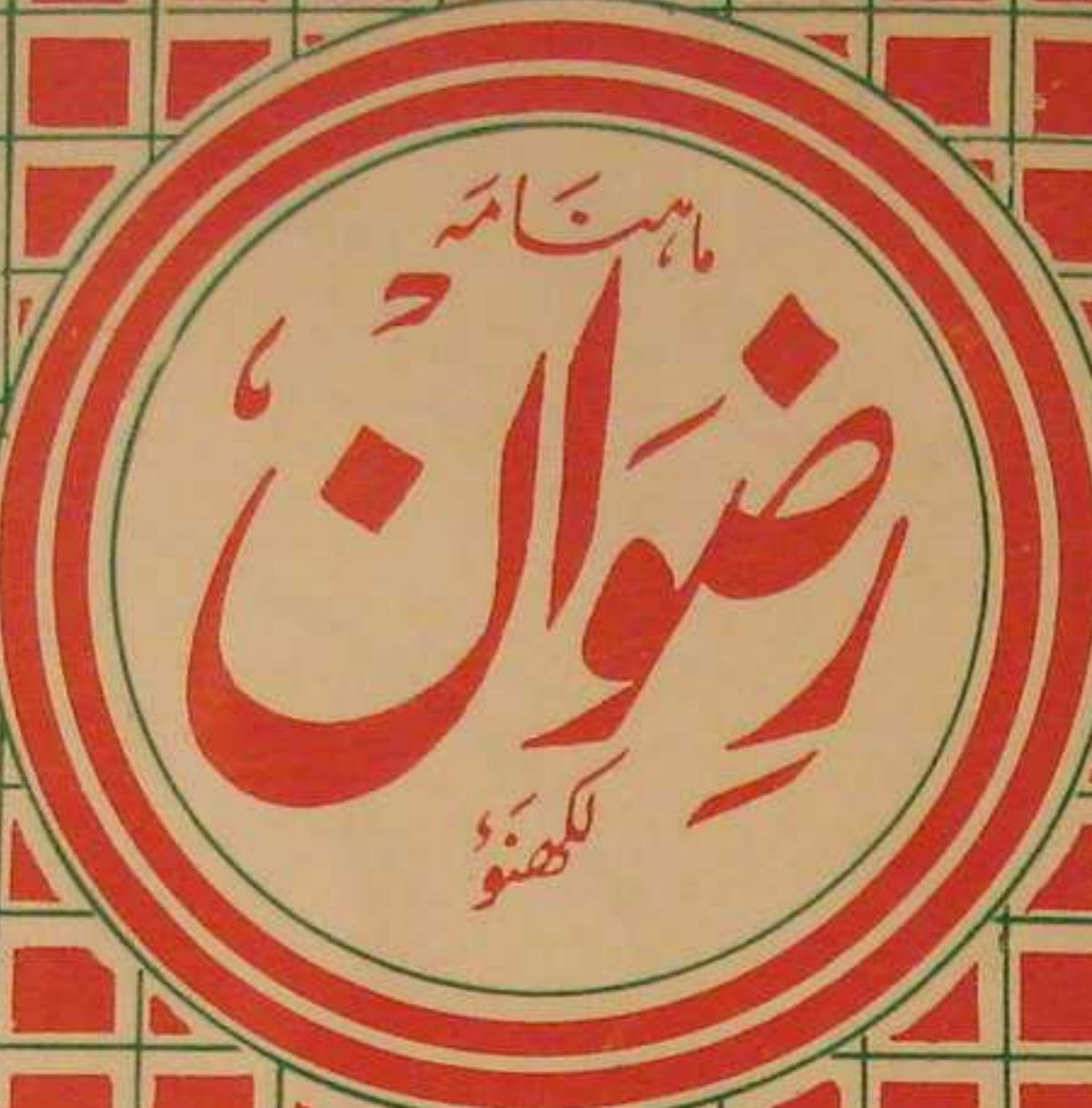
ترکیب: گاجر و نمک کو چھیل کر بال لیں پھر دھوپ میں رکھ کر خشک کر لیں اس کے

(باتی صفحہ ۳۹ اپر)

انھیں روغنی مرتبان یا شیشے کی کھلی منہ والی بوتل میں ڈال دیں۔ برتن صاف اور نشک ہو۔ بعد میں اسے صاف ڈھنکی سے ڈھانپ دیں اگر اچار مرتبان میں ڈالا ہو تو دھنک کے اوپر صاف کپڑا باندھ دیں اب وہ مرتبان دو روز کیلئے دھوپ میں رکھ دیں اور دن میں دوچار مرتبہ اچار کو خوب ہلائیں دو روز کے بعد تسلیم کو پورا کر دیں۔

تیار شدہ آم	ایک کلو
صاف کی ہوئی سنتی	ایک چھنائک
کلونجی	آدھی "
سرخ مرچ	آدھی "
پاسہوا نمک	ڈھائی "
ہلدی	دو پچھے
سونف	ایک چھنائک
سرسوں کا تسلیم	ایک پاؤ
ترکیب:	تمام مصالا جات حفاف کر لیں اس کے بعد آم اور انھیں اچھی طرح لادیں اور پھر اچھی طرح سے ہلائیں۔ پھر





6-

LW/NP 58

172/54 Mohammad Ali Lane Gwynne Road Lucknow-226 018.

R.N. 2416 /57

سونک

وَصَرْعَانَ بِيادِ

از: امیر احمد سعید

کی آسان زبان میں نبیوں کے حالات لکھنے کے میں، صرف قرآن مجید اور راحادیث کی روشنی میں۔ اس کتاب کے پارے میں مفسر قرآن مولانا عبدالمadjid دریا آبادی سے فرماتے ہیں:-

”ان سے چھوٹے بھائی مولانا سید ابو الحسن علی ندوی کی کتاب ”قصص النبین للاطفال“ اب تک تعریف کی محتاج ہے نہ تعارف کی، سلیس و شستہ عربی میں پیغمبر ول کے سچے سبق آموز پڑاکتے حالات لڑکوں اور بورھوں سب کے پڑھنے کے قابل، ان ہیں صرف نے یہ کیا کہ انہیں مطابق کو عربی سے اردو میں منتقل کر دیا ہے، کتاب ترجمہ نہیں ترجمہ سے کچھ بڑھ کر ہے زبان کی خوبیاں دیکھنے سے تعلق رکھتے ہیں، جو رنگ کے راکیں اس کو رنگ کے حصہ اقبال

حصہ اول

ساتھ ساتھ اردو زبان

بھی سکھتے
چاہئے

وَعَلَيْهِ السَّلَامُ
تِيمَتْ

100

مکتبہ اسلام

بیگانہ کا رحضر مولانا حسینی مدد کانی حسینی رحمۃ اللہ علیہ

نحو این کا ز جملان



سامئہ

ماہنامہ

لکھن

نوع

جنون

بلجن

Ph. 270406

سالاندھنہ

- * بڑے ہندوستان: — ۲۰ روپیہ
- * عزیز ملکی ہوائی ڈاک: — ۲۵ روپیہ
- * فی شمارہ: — ۶ روپیہ

محمد حمزہ حسینی

- * امامہ حسینی: — میمونہ حسینی
- * احق حسینی ندوی: — جعفر مسعودی ندوی

نوٹ: ڈرافٹ پر RIZWAN MONTHLY، لکھنی،

ماہنامہ رضوان، ۱۹۹۶ء، ۵۳، محمد علی یعنی، گوئی روڈ، لکھنی،

ایڈیٹر، پریس، پبلیشر محمد حمزہ حسینی، مولانا حمید شاہی، تحریک فارمین، کے لئے نظری آفت پریس، لکھنی، اور فرزدق، مولیٰ یعنی شریعہ کا

مُسَلَّمانوں کو اپنے دین پر عمل کرنا اور اپنے عَالَمِی
معاملات کو شریعتِ اسلامی کے احکام کے مطابق انجام دینا
کتنا ضروری ہے اس کو قرآن کریم اور حدیث شریف کی تعلیمات
سے بخوبی سمجھا جا سکتا ہے، مسلمانوں کی شریعت ان کی زندگی کے
تمام پہلوؤں میں رہنمائی کرتی ہے۔ ان کی زندگی کی مشکلات کا حل
بستاقی ہے۔ ان ضرورتوں کا حل بتانے والی شریعت سے روگردانی
کرنا نہ صرف سریر ہے بلکہ خدا کو سخت ناراضی کرنے والی



بات ہے، اس سے مسلمانوں کو اپنے پروردگار کی مدد و رحمت سے خبر وی ملتی ہے، بلکہ اشاعتِ ای کی طرف سے سخت پکڑ ہوتے کا اندازہ ہو جاتا ہے اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب قرآن مجید بی صاف صاف فرمایا ہے کہ اس کو اپنی طرف سے عطا کر دہ دین دشیریعت کی خلاف ورزی بالکل قبول نہیں، فرمایا:

وَمَن يَتَّبِعْ غَيْرَ إِلَّا سَلَامُ دِيْنَ أَفْلَانِ يَقْبَلُ مِنْهُ وَهُوَ فِي الْآخِرَةِ مِنَ الْخَاسِرِينَ "آل عمران: ۵۷"

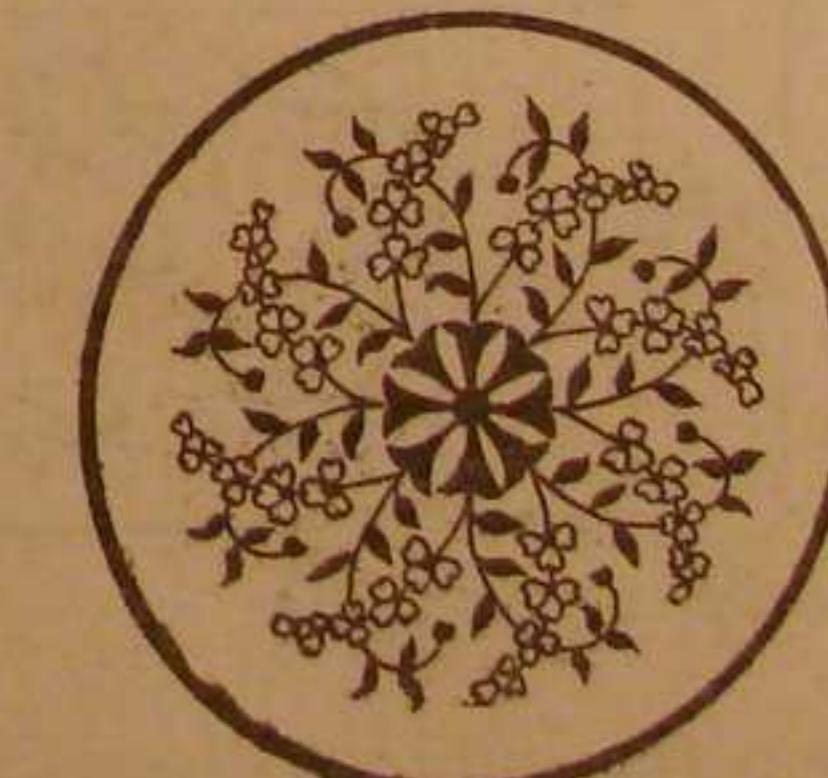
اور جو شخص اسلام کے سوا کسی اور دین کا طالب ہو گا وہ اس سے ہرگز قبول نہیں کیا جائے گا اور ایسا شخص آخرت میں نقصان اٹھانے والوں میں ہو گا۔

اللہ تعالیٰ نے اپنا یہ دین اور شریعت اپنے آخری نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ مسلمانوں کو عطا کیا اور اپنے اس آخری نبی کے احکامات اور فیصلوں کو ماننا ضروری قرار دیا اور یہ فرمایا کہ اس کے مانے بغیر کوئی مسلمان مسلمان نہیں رہتا، فرمایا : فلا در بک لا یو منون حتیٰ یحکموك فيما شجر بستهم ثم لا یجدد افی انفسهم حرجاً ممما قضیت دیسلمو اتسليما: (نساء۔ ۲۵) انھارے پروردگار کی فتنم یہ لوگ جب تک اپنے تناز عات میں تھیں نصف نہ بنا میں اور جو فیصلہ تم کر دو اس سے اپنے دل میں ستگ نہ ہوں بلکہ اس کو خوشی سے مان لیں تک مومن نہیں ہوں گے۔

لیکن سخت افسوس کی بات ہے کہ مسلمانوں میں اپنی شریعت کے مطابق زندگی گزارنے سے بڑی بے تو ہبھی پیدا ہو گئی ہے اس کے احکامات کی تعمیل کے بجائے دوسرے کے رسم و رواج پر عمل کیا جانے لگا ہے جو کہ ایک طرف خدا اور اس کے رسول کی نافرمانی اور ان کی ناراضی کا باعث ہے۔ دوسری طرف مسلمانوں کا بھیت مسلمان ثابت ہونا مشکل ہو گیا ہے۔ وہ اپنے دین فطرت اسلام کے طور و طریق کے اختیار کرنے کے بجائے جاہلانہ و سرفانہ اور بے جا طور و طریق کو اختیار کرنے والے اور غیر وہ کی رسموں کو اپناد طیرہ بنانے والے بنتے جا رہے ہیں۔

ایسی صورت حال کچھ تو غفلت اور نفس پرستی کے سبب ہوئی ہے اور کچھ اپنی شریعت سے نا احتیفیت

(باقی صفحہ ۹ پر)



This page contains 15 numbered boxes, each featuring a title in Urdu and Persian, along with a small portrait of a man. The boxes are arranged in a grid-like pattern.

- ۱۔ اپنی بہنوں سے | مولانا محمد نور نجمانی
- ۲۔ کتاب بدایت | مولانا محمد نور نجمانی
- ۳۔ حبادات | محمد اسلم صدیقی
- ۴۔ حصاری اماں | امین اللہ دیگر
- ۵۔ حدیث کی روشنی | مولانا عبد الحی حسني
- ۶۔ اسلام اور ازاد دو اجی زندگی | فدو الفقار احمد نقشبندی
- ۷۔ اسوہ صحابہ | مولانا عبد السلام ندوی
- ۸۔ اچھے اخلاق | احمد عسکر
- ۹۔ اسلام میں عورت کے حقوق | قاری محمد طیب
- ۱۰۔ حضرت خدیجہ | سورا الہ میں پتوں

اس کے کہ اس پر کسی کو تعجب ہوا سکے
انکار اور اس کے بارے میں خاکہ شیخ
کے افہام پر لوگوں کو تعجب ہونا چاہیے۔ یہی
بات قرآن مجید میں کیسے بلخی انداز میں
فرمائی گئی ہے:-

وَإِن تَعْجِبُ فَعَجِّبْ قَوْلُهُمْ إِذَا
كُتَّابُرَا بِأَءَ إِنَّا لَفِي خَلْقٍ جَدِيدٍ

آخوند کی منزہ لیں

اور اگر تم لوگوں کو تعجب ہو تو تعجب اور حیرت
کے قابل ان (الحقوق) کا یہ کہنا ہے کہ جب ہم
مر کر مٹی ہو جائیں گے تو کیا ہم کو پھر ایک نئی
زندگی ملنے گی۔

گویا کہ بیات بعد الموت اور حشر نہ کر
ملے پر قرآن مجید نے جو روشن دلائل پیش
کیے ہیں ان کے سامنے آجائے کے بعد
کسی منیر کا یہ کہنا کہ :

”مر کر ہمارے جسموں کے مٹی ہونے
بعد ہم دو بارہ نئے سر سے کیسے پیدا
کیے جائیں گے؟ ایسی قابلِ تعجبِ حیات
اور سفا ہتھے جس پر جس قدر کبھی تعجب
کیا جائے کسے

آخرت میں کیا کیا ہونے والا ہے

قرآن مجیدا پنے اصل مقصد دو موضوع
کے لحاظ سے چونکہ ادار و بشیر تر غیب
و تحذیر اور ہدایت و نصیحت کا صحیفہ
فلسفہ یا علم کلام کی کتاب نہیں ہے اس

او رسورہ فصلت میں فرمایا:

وَمِنْ أَبَاتِهِ أَنْكَثَ تَرَ الْأَرْضَ
خَائِسَةً فَإِذَا أَنْزَلْنَا عَلَيْهَا
لَمَاءً أَهْبَطْتُ وَرَبَّتْ إِنْتَ
لَذِحْجَى أَحْبَاهَا لَمْحِي الْمَوْقَى
نَدَّ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ فَدِيرُهُ

(فصلت ۴-۵)

اور اس کی نشانیوں میں سے یہ ہے
تم دیکھتے ہو زمین کو خشک پڑی ہوئی آثار
یات سے خالی، پھر جب ہم برساتے ہیں
س پر پانی تو وہ تروتازہ ہو جاتی ہے اور
بحولتی چلتی ہے، یقیناً وہی قادر مطلق
حس نے مردہ زمین کو زندگی بخشی دی ہی
دوبارہ زندہ کرنے والا ہے مردوں کو،
یعنگ دہ ہر چیز پر قادر ہے۔

او رسورہ زخرف میں فرمایا:

وَالَّذِي نَزَّلَ مِنَ السَّمَاوَاتِ مَاعِدٌ
يَقَدِيرُ فَآشِرُ نَارٍ بَدْدَةٌ

لِمَ لَا يَنْفَدِرُ الظُّوبَ الْأَنْتَ

حضرت اعریب بن یسار مزفی کے روایت
ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
کہ مسیکر دل پر بھی غفلت کا اثر ہو جاتا
ہے میں دن میں سو مرتبہ توہہ کرتا ہوں۔
(مسلم)

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ
روایت ہے کہ ہم نے ایک مجلس میں رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کو سو مرتبہ توہہ کرتا ہوئے
وقت علیؑ انکے آنکھ سے آنکھ استغفار کرتا ہے اور توہہ کرتا ہے تو

اس کا دل صاف ہو جاتا ہے اور اگر بھر
غلطی کرتا ہے توہہ قبول فرمائے بلاشبہ
توہہ کی سیاہی بڑھتی جاتی ہے تھی کہ
دل پر چھا جاتی ہے، یہی ران کھلاتا
ہے۔ (ابوداؤر)

حضرت ابو موسیٰ اشعیٰ سے روایت ہے
کہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا کہ
اللہ تعالیٰ اپنا ہاتھ درجات کو پھیلاتا ہے
تاکہ دن کا گھنکار توہہ کے اور اپنا ہاتھ
دن کو پھیلاتا ہے تاکہ رات کا گھنکار توہہ
کو لے بہاں۔ تک کہ سورج اپنے ڈوبنے

کی بجائے نکلا۔ (مسلم)
حضرت عبد اللہ بن عمر رضی سے روایت
ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
کہ گاہ اللہ تعالیٰ اس کی ہر سنگی کو دور
کر دے گا اور ہر گم سے خلاصی دے گا
اور اس کو روزی ایسی جگہ سے دے گا
جہاں سے اس کو خیال بھی نہ ہو گا۔

حضرت ابو سرور رضی اللہ عنہ سے روایت
ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
اللہ بنده کی توہہ اس وقت تک قبول فرماتا
ہے جب تک کہ (جانکھی) خرخراہت نہ
شروع ہو۔ (ترمذی)

حضرت انس بن مالک شیخ سے روایت ہے
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا،
چاہتا ہوں اور دن میں سو مرتبہ توہہ کرتا ہوں۔
(بخاری)

بِنَاءً يَهَا الَّذِينَ أَمْنَوْا تُؤْبُوا
إِلَى أَدْنَى تَوْبَةٍ تَصْوَحُّا (رحمہم ۸۰)

تُؤْبُوا إِلَى اللَّهِ حَيْثَا أَتَهُ الْمَوْمِنُو
لَقَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ (رون ۳۱)

لَمَّا كَوَدَتْ أَنْتَرَكَ طَافَ سَبْ مَل
كَوْتَهْ كَوْتَهْ كَمْ فَلَاحَ بَاؤَ
وَمَنْ يَعْمَلْ سُوءً أَوْ يَنْظَمْ لَفْسَهُ
مُذْمَّهْ يَسْتَغْفِرِ اللَّهَ مَجْدِهِ مَشَّا
غَفُورًا أَرْحَيْهَا۔ (رساء ۱۱۰)

جَوْكَهْ گَنَاهْ كَرَے یا پَنْتَ نَفْسَ پَرْ نَظَمْ
كَرَے اور اَنْتَرَسَ بَخْشَشَ چَاهَے توَدَه
الَّهُ كَوْنَتْ وَالْأَنْهَرَ بَانَ بَاءَ كَا۔

حَفَّتْ أَبُو سَرَورَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ
لَمَّا كَوَنَتْ بَهْمَهْ ذَكْرُهُ اللَّهُ فَاسْتَغْفِرَ
لِذَنْوَهْ بِهِمْ وَمَنْ يَقْفِرُ الذَّنْوَبَ
الَّهُ أَدْنَى دَأْفَعَهُ أَفَاحِشَةَ كَوْ
لَقَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ (آل عمران ۱۳۵)

تمام بھی آدم غطا وارہیں غطا وارہیں
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص
تے استغفار اللہ الذی لا إله
بہتے ہیں۔ (ترمذی)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت
ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
جب بندہ کوئی غلطی کرتا ہے تو یہ غلطی اس
کے دل پر ایک کالادھبہ دال دیتا ہے

پھر جب وہ غلطی سے باز آ جاتا ہے اور
استغفار کرتا ہے اور توہہ کرتا ہے تو

اس کا دل صاف ہو جاتا ہے اور اگر بھر
غلطی کرتا ہے توہہ توہی توفیق نہیں ہوتی

توہول کی سیاہی بڑھتی جاتی ہے تھی کہ
دل پر چھا جاتی ہے، یہی ران کھلاتا
ہے جو قرآن میں آیا ہے حلال قبل
زاد علاقہ قلوبہم ما کافوا یکسیون
دیکھو یہ جو راعمال بد کرتے ہیں ان کا
ان کے دلوں پر زنگ بیٹھ گیا ہے۔
(ترمذی)

حضرت عبد اللہ بن عباس سے
روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا جو شخص استغفار میں پابندی
کرے گا اللہ تعالیٰ اس کی ہر سنگی کو دور
کر دے گا اور ہر گم سے خلاصی دے گا
اور اس کو روزی ایسی جگہ سے دے گا
جہاں سے اس کو خیال بھی نہ ہو گا۔
(ابوداؤر)

حضرت بلاں بن یسار بن زید اپنے
صلی اللہ علیہ وسلم صلی اللہ علیہ وسلم

واللہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص
انت خلقتنی و انا عبادک و انا
علی عهدک و وعدک ما مستطع
اعوذ بک من شرم اضطرع
أبُوَءَكَ بِمَعْتَكَ عَلَيَّ وَأَبُوكَ
بِذَنْبِي فَاغْفِرْ لِي فَانْهَ
لَا يَنْفَدِرُ الظُّوبَ الْأَنْتَ

إِنَّا عَطَيْنَاكَ الْكُوْثَرَ

دبر و خوشتر نازک پیکر گوہر و اختیز زیبمان نظر
جسم مزکی روح مطہر روئے منور زلف معنبر
ملق کے سرور رحمت دادر شانع محشر ساقی کو خر
جس کی تناقر آن کے اندر "إنما عطیتَنَاكَ الْكُوْثَرَ"
جس کے قدم صحرا گھاشن جس کی نظر سے خار گل تر
کفر کے پربت بن گئے رائی ان کو لگائی ایسی ٹھوکر
نصر و عراق و شام کے فتح سب ہیں اسی کے در کے گدا جر
وہ ہی عسرا سرور و آتا ہم ہیں اسی کے نوکر چاکر
اس پر قدماں بآپ ہمکے جان لقصہ تی مال بخحاور
عنین میں اس کے ہم دیوانے کیشم بھی تر اور دا من بھی تر
اس کے فراق و بھریں کیوں ہے مل جدے دیں کافر خود سر
اس کی حقیقت کو کیا جانے مل جدے دیں کافر خود سر
ذکر کے اس کے دل کو سکنت روح بھی شاداں لب بھی معطر
ذکر خدا کے بعثت یقیناً ذکر ہے اس کا بے بھر
ذکر سبارک ورزباں ہو لحظہ بمحظہ دن بھر بھر سر
صلی اللہ علیہ وسلم صلی اللہ علیہ وسلم

علم تصوف

امیاز حاصل تھا، حقیقت یہ ہے کہ موجودہ تصوف عقائد و اعمال کے مجموعہ کا نام ہے لیکن صاحبہ کرام کے زمانہ تک کوئی خاص صوفیانہ عقیدہ نہیں قائم پڑا تھا غالباً صوفیانہ عقائد کی تولید فلسفہ و حکمت کے رواج اور دوسری قوموں اور فرقوں کے اختلاط اور اپنی جو سے موئی مثلاً اہل تصوف کا ایک عقیدہ یہ ہے کہ انسان عالم اصغر ہے لیکن یہ عقیدہ جس طرح فلسفہ کی آیزش اور اغتر سے آباداً جادہ دستاخزین اسماعیلیہ راضیوں پرید اسہا بس طرح اس پر تہہ تہ گرا ہی اور ضلالت کے راست پڑھتے گے اور اس کا جواب ناجام ہوا اس کی نسبت علامہ ابن تیمیہ لکھتے ہیں :

ترجمہ: صوفی نے فلاسفہ سے یہ سلم اخذ کیا کہ انسان عالم اصغر ہے اور یہ کوئی بڑی بات شرعاً نہیں، لیکن ان لوگوں نے اس کے ساتھ متصل است بیینا میرصلی اللہ علیہ وسلم برحدیث درست متصل مستفیض ذرموہ است کہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم خرقہ پوشاہند اسیں کوئی مذکور نہیں اور یہ کہ خدا عالم اکبر ہے اور اس عقیدہ کو بھی ملایا کہ خدا عالم اکبر ہے اور انسان تمام مظاہر عالم میں سے خدا کے اسما و صفات کا جائز ہے اور یہ لوگ ربوبیت اور البویت کا جوان کو زعیمت تعلیمیت اور باطنیت تک پہنچادیتی ہے اسی عقیدہ کی بناء پر دعویٰ کرتے ہیں۔

لیکن صوفیہ کو عقیدہ وحدت الوجود کی تعلیم خود خرقہ باطنی نے دی چنانچہ علامہ ابن خلدون مقدمہ تاریخ میں لکھتے ہیں،

ترجمہ: پھر ان دستاخزین کے تصوف پر کیا

ذہنا بلکہ تمام صحابہ دین زہد اور محابا میں اہل تصوف نے رسم خرقہ پوشی کی ابتدا بھی حضرت علی کرم اللہ و جہہ کی ذات کا ہے لیکن علامہ ابن خلدون کے نزدیک تصوف پر شیعیت کا جواز پڑا ہے، حضرت علی کرم اللہ و جہہ کی طرف خرقہ کا انتساب بھی اسی کا تجویز ہے، ورنہ اس کی کوئی اصلیت نہیں، جنانچہ مقدمہ تاریخ میں لکھتے ہیں : ترجمہ: یہاں تک کہ جب ان لوگوں نے خرقہ پوشی کو اپنے لیے اصل بنانا چاہا تو اسی کی سند کو حضرت علی را کرم اللہ و جہہ و تمام ایں سلسلہ راذ کر کردا ہے اور محققون من اہل الحديث مذکون ہر الاتصال من النبي صلی اللہ علیہ وسلم (انتباہ ص ۱۲۳)

تصوف صحابہ

اد عالم تحریر کے متعلق بحث کرتے تھے اس میں غلو و بالغ کیا اس میں بہت سے لوگوں نے مولوں اور حدیث الوجود کا عقیدہ قائم کریا اور انہی کتابوں کو اس سے بھردیا مثلاً ہر دی نے کتاب المقامات وغیرہ میں ابن عربی، ابن سبعین اور ان دونوں کے سلفوں میں حضرات صوفیہ کی سب سے بڑی سنت حضرت ابو بکر صدیق ہیں چنانچہ سلطانہ ابن عفیفہ ابن ابی فارض اور حبیب اسرائیلی نے اپنے قضاً میں اسی کی تقلید کی، ان لوگوں کے آباداً جادہ دستاخزین اسماعیلیہ راضیوں سے میل جوں رکھتے تھے مجنوون نے ملوں اور ائمہ کی خدائی کا عقیدہ قائم کریا تھا حالانکہ ان کے اسلاف سے یہ عقیدہ منقول نہیں اسی لیے ہر دو فریقوں نے ایک دوسرے دفرے اصلش انقطاع دل است از اغیار دفعش خلودل است از دنیلے عذار د این ہر دو صفت صدیق اکبر است پس امام اہل این طریقہ است انتہی کلامہ ایام اہل این طریقہ است انتہی کلامہ

لیکن صحابہ کرام ان گمراہ کن اثرات سے بالکل محفوظ تھے ان کے سامنے صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پاک تھی عز و حیات اور اخلاق کا حرشہ تھی، صحابہ نے اسی شیعہ بدایت سے اقباس نور کیا تھا، اسی لیے علیہ وسلم صحابیہ سایہین اور مشائخ کے وجود ادعات ان کے ابڑے تصرف میں رو ہانیت درستیکے، رسیں ایک بعین جگہ رواۃ کے سلسلہ و سند کا ذکر کیا ہے، بعض جگہ ان کو استقامت وغیرہ کے سوا کوئی نظریہ نہ عقیدہ شامل نہیں تھا، چنانچہ صوفیہ کرام نے اپنی تصنیفات میں صحابہ کرام کی ان روحاںی اور اخلاقی خصوصیات کو نہایت اہمیت کے

معنی کی کو شمش کریں۔

ساتھ ہمیاں کیا ہے اور ہم ایک خاص ترتیب کے ساتھ ہمیاں کیا ہے اس موقع پر یہ یاد رکھنا چاہیے کہ سادہ تصوف کے تمام عنوانات امام ابو القاسم تغیری نے اپنے مشورہ سالے میں قائم کو دیے ہیں لیکن ان عنوانات کے تحت میں آنحضرت علیہ السلام کو دیے ہیں اسی شیعہ علیہ وسلم صحابیہ سایہین اور مشائخ کے وجود ادعات درستیکے، رسیں ایک بعین جگہ رواۃ کے سلسلہ و سند کا ذکر کیا ہے، بعض جگہ ان کو استقامت وغیرہ کے سوا کوئی نظریہ نہ عقیدہ شامل نہیں تھا، چنانچہ صوفیہ کرام نے اپنی تصنیفات میں صحابہ کرام کی ان روحاںی اور اخلاقی خصوصیات کو نہایت اہمیت کے

اسلام میں

عورت کے حقوق

النافری محمد طیب

اندازہ کیجئے، لامکوں کو نعمت اور لڑاکوں کو نیکی کہا گیا۔ تو جیسے ہر نیکی پر موقع ہوتا ہے، کہ اجر ملے گا تو لڑاکی کے ہونے پر اجر ملے گا لٹکے اگر دس بھی ہو جائیں اس پر اجر کا کوئی سوال نہیں۔ شکر کرنے کے تعلیک ہر نہیں کر دے گے تو گردن پہنچے گی۔ اور لڑاکی اگر ہو گئی۔ اور آدمی شکر کرنے کے لیکن خود اس کا ہو جانا ایک مستقل نیکی ہے۔ نامہ اعمال میں اجر نکھا جاتے گا۔

اس کا نکاح ہو جاتا ہے تو عائدان کے ماحت آجاتا ہے۔ اور تیری حالت یہ ہے کہ اس کی اپنی اولاد میں گویا مان بپ کے اپر اس درجے میں احسان ہو کر ان کے نامہ اعمال کو اس نے نیکیوں سے بھر خود بیٹھی ہے، اور ایک بیٹھوں کی ماں بن جائے اور خادم کی بیوی بنے۔ ان تینوں حالتوں کے اور زیادہ مبدل ہوئی تورحت قریب ہو جاتی ہے۔

اور یہ کیسے لطف کے ساتھ فرمایا جائے اور مشریعت کا منشاء ہے کہ شفقت و رحمت لڑاکی کے اور زیادہ مبدل ہوئی تورحت میں جب دہ بیٹھی ہے تو شریعت نے اس کے ساتھ بر تاؤ کیا۔

جیب وہ خود بیٹھی ہو تو حدیث میں آیا ہے کہ لڑاکے تہارے حق میں نعمتیں میں سے بھی عورت بہ نسبت مرد کے بھر و درہ اور اندر دلی قتوں عقل و فراست دلوں اور اندرونی قتوں کے ساتھ بھاری نیکیاں ہیں۔ گویا نعمت کر اور شکر و اجب ہے۔ کفران اور جمادی کی تہاری نیکیاں ہیں۔

ان اکرم المؤمنین احسنکم اخلاقاً الطفکم اهلاً۔

تم میں سب سے زیادہ قابل بخوبیم نعمت کر دے گے سزا ملے گی اور لڑاکی کو کہا گیا احسان پیدا نہ ہو کہ میں بھر و درہ ہوں شروع کی جائے اس کا نہاد ابھارا، اتنا سہارا ادیا کے نے اس کو اتنا ابھارا۔

شفقت کر کے سزا ملے گی اور لڑاکی کو کہا گیا کہ باب کی حنات میں داخل ہے نیکیاں جنت میں پہنچائی ہیں تو یہ نعمتیں جنت میں پہنچانے کا ذریعہ نہیں گی۔ اس لڑاکی کے اپر محبت و شفقت زیادہ مبدل کی گئی تاکہ رُطکوں کی نسبت رُطاکیوں پر ماس باب ہونے کی حالت ہے تو خادم کو متوجہ کیا جائے ہیں۔ دوسرا درجہ جوانی کا ہے جب ہوتے ہیں۔

عورت اتفاق و نیاکی لفڑی میں

کی تیری سب سے زیادہ شفقت و محبت کی سختی ہے۔

اور اس کی اپنی اولاد ہو جائے، یعنی اور یہ اس لیے کہ دتا کی اقوام نے عورت کو ذیل کرنے میں کوئی کر نہیں جھوڑی اسلام سے پہلے ایک زمانہ تھا جب کہ یہ دکا غلبہ تھا۔ اب یہ ہم نہیں کہہ سکتے کہ ان کے مذہب کی جیز تھی یا نہیں تھی۔ غالب گمان یہ ہے کہ مذہب کی جیز نہیں تھی۔ قومی قانون بنایا گیا تھا اس قویت کے قانون کے تحت یہ جیز تھی اور یونانیوں میں سب سے زیادہ تھی۔

وہ یہ کہ عورت پر ماں باب کو اتنا استحقاق حاصل ہے کہ اسے جاہے باب قتل کر دے جاہے اسے زندہ دفن کر دے حتی کہ رشکرین مدد میں بھی یہ رسم رائج تھی کہ عورت کو زندہ دفن کرتے۔ گویا اس زمانے کے تاخت کے نیچے یانگا ہوں کے نیچے جنت ہے۔ یہ نہیں فرمایا۔ فرمایا قدموں کے نیچے جنت ہے۔ گویا مطلب یہ ہے کہ قدم سب سے زیادہ کم درجے کی جیز ہے۔ ان ان کلاغھوڑ کی زندہ تبریں ڈال دو، کوئی کے بدن میں سب سے زیادہ کم مرتبہ قدم ہوتے ہیں اور سب سے زیادہ رتبہ سر کا ہوتا ہے۔ اولاد کو یہ تنبیہ کی گئی کہ تیری حق میں اس کے قدم بھی بہت ادھار تھے رکھتے ہیں۔ اگر تو ان قدموں کے اپر ہاتھ رکھ کر جنت کو اس کے قدموں سے بھی کمر رتبہ کی ہوئی تھی۔ ذرا سی کوتا ہی اور نافرمان کمر داں کی تفریخ کا ایک آر ہے کھلونا کر کرداں اس سے تفریخ کر سکتا ہے اس سے زیادہ کوئی خاص پوزیشن عورت کی نہیں اور قتل کر دے۔ انتہلے سے زیادہ سزا تھی یہاں تک کہ اگر عورت سے کوئی برائی ہے اس کی تفریخ کی وجہ سے قدر کرتے ہیں

ثبت ہو جائے تو گھوڑے کا ٹانگ میں رستی باندھ کر رستی کا سر اور عورت کی گردن میں باندھا جاتا تھا اور خادم گھوڑے پر بیٹھ کر اسے دوڑاتا تھا اور بیچاری گھشتی جاہی بے ہو ہی ان ہو رہی ہی ہے۔ عورت سے یہ سلوک کر کر تھا۔ اسلام نے اگر عورت کا رب بند کیا۔

اور یہ تو وہ زمانہ تھا جس کو جمات کا زمانہ کہا جاتا ہے۔ آج تہذیب کا زمانہ ہے ابھی تقریباً دس پندرہ سال کا عرصہ ہو ہے اخبارات میں خرچبی تھی کہ درپ میں ایک کانفرنس منعقد ہوئی تھی کہ اس پر غور کیا جائے کہ عورت کی حیثیت کیا ہے؟

مختلف مالک کے نایندے تھے تو مختلف جنہوں نے اس پر غور کرنا شروع کیا کہ اس کی پوزیشن کیا ہے مختلف راتے ہوئیں جن ملکوں کے نایندوں نے کہا کہ ہماری رائے یہ ہے کہ عورت انسانیت میں ایک داخل نہیں ہے انسان نام فقط مرد کا ہے، عورت کا نام نہیں ہے۔ یہ کوئی اور جنس ہے جو مرد کے رحم دکھم ہے۔ یہ ایک ملک والوں نے رائے دی۔ پھر آئیں اس اختلاف ہوتا ہے۔ بالآخر اس پر سب کا اتفاق ہو گیا کہ عورت مرد کی تفریخ کا ایک آر ہے کھلونا کر کرداں اس سے تفریخ کر سکتا ہے اس سے کمر داں کی تفریخ کی ہوئی تھی۔ ذرا سی کوتا ہی اور نافرمان کمر داں کی تفریخ کی گردان مار دے میں پائے گا۔ گویا انتہا درجے کی تکمیل کی۔

زندگی میں دن بہن کا رتبہ حقوق کے لحاظ سے
 Laurat کے مرتبے کی وجہ سے قدر نہیں کرتے

بڑا برقراردیا۔ یہ الگ پیڑبے کو عورت کی
 جو نکار پیٹ غرض متعلق ہے اس واسطے اس

کی حفاظت کی جاتی ہے۔ آلات فریب ہے اس
 میں اس کو زیر تربیت رکھا تو یہ منصب

یہ اس کو سمجھتے ہیں جیسے رہائیاں جب
 گریزوں سے حسلتا ویں قوہ ہم کوڑے اچھے
 اچھے کڑے پہناتی ہیں۔ اس کو زیر بھی پہناتی

ہیں۔ اور بعض بے وقت جب ان کا آپس
 میں شادیاں کرتی ہیں تو دس دس روپے

کا جیزیر بھی اسے دیتی ہیں۔

یہ اس لئے نہیں ہوتا کہ ان کے دل
 میں گرمایا کوئی وقعت ہے۔ وہ تو ایک

کھلونا ہے اپنی تفریخ طبع کے لئے اس گرمایا

کو بیاس پہنے کے سجاویتے ہیں جو نکار عورت

بھی تفریخ کا آلہ ہے اس لئے اس کو سجاویتے

زیور پسندیا۔ ورنہ اس کا کوئی خاص حق نہیں

زندگی میں دن بہن کا رتبہ حقوق کے لحاظ سے
 عورت کے لیے رکھی۔ وہ جبکہ جو کو جدا ہونا
 چاہے، ہو سکتا ہے۔ یہ چاہے یہ بھی ہو سکتی
 ہے۔ معلوم ہوا کہ حقوق کے درجے میں مساوا کا
 قرار دیا۔

بعض چیزیں عورت اخلاقاً انجام
 دیتی ہے اور بعض چیزیں مرد بھی اخلاقاً
 انجام دیتا ہے لیکن عورت کے لیے داجب
 نہیں ہے جیسے مثلاً دو دوہ پلانا عورت کے
 ذمے داجب نہیں ہے۔ وہ مرد سے کہہ
 سکتی ہے کہ تو خرچ کے دو دوہ بلو۔ میں
 دو دوہ نہیں پلا سکتی۔ عورت اولاد کے کٹے
 سیکھی ہے لیکن اگر وہ خادم دے کہے کہ درزی
 سے سلواد میکے ذمے داجب نہیں ہے
 تو خادم دہر گر جبکہ نہیں کر سکتا۔ پھر حال
 شریعت اسلام میں اس قسم کی چیزیں یعنی
 کئی ہیں کہ اگر اس کے حقوق، میں تو اس
 کے بھی حقوق ہیں۔ یہ اسلام ہی نے اس
 کو ابھارا۔ تنگست اور تازک صنف کو
 ابھارا جس کو دنیا کی اقوام نے پال کر دیا تھا
 خادم د کو بلکہ اس سے موافذہ کرے گا
 کیوں نہیں تم نے حقوق ادا کیے۔ اگر اس
 نے جواب کیوں معمول دیا تو فبھا ورنہ قاضی
 کے سانکاح فتح کر دے۔ یہ تیرے باس
 نہیں جاتی اگر فتح نہیں کرے گا تو قاضی
 عورت کو طلاق دیدے گا اور طلاق دات
 بلکہ خانگی زندگی میں برادر کی حقدار سے جس
 ہو جاتے گی تو اس خلع کا مالک عورت
 کو بنایا گیا ہے۔ غرض اگر ایک طرف طلاق
 کی علیکت مرد کے لیے رکھی تو خلع کی علیکت
 تو زوجین میں نکاح کے بعد از عدای

لیکن اسلام نے آنکہ ان کے برخلاف
 عورت کو حق دیے اور فرمایا وہن مثلاً
 الذی علیہن بالمعروف۔ جو عورت
 پر خادم د کے حقوق داجب ہیں وہی خادم
 پر عورت کے حقوق داجب ہیں۔ وہ حقوق
 کوئی حیثیت نہیں۔ اسلام نے کہا کہ کھلونا ہیں
 بلکہ خانگی زندگی میں برادر کی حقدار سے جس
 طرح کہ خادم د کے انتقال کے بعد اس کی اولاد
 دارست ہوگی، دوسرے دارث ہوں گے عورت

لیکن اسلام نے آنکہ ان کے برخلاف
 عورت کو حق دیے اور فرمایا وہن مثلاً
 الذی علیہن بالمعروف۔ جو عورت
 پر خادم د کے حقوق داجب ہیں وہی خادم
 پر عورت کے حقوق داجب ہیں۔ وہ حقوق
 کوئی حیثیت نہیں۔ اسلام نے کہا کہ کھلونا ہیں
 بلکہ خانگی زندگی میں برادر کی حقدار سے جس
 طرح کہ خادم د کے انتقال کے بعد اس کی اولاد
 دارست ہوگی، دوسرے دارث ہوں گے عورت

الٹھائی بھراں کے بعد دو برس اس کو پہنچون
 چسانا، دو دوہ پلانا، یعنی اتنے بدن کے اجزاء
 اس کو پہنچانا یہ خادم نہیں کر سکتا، جو کہ کہ
 ہے۔ یہ اس ہی کرتی ہے باب پ نہیں کر سکتا۔

پھر اگر بچے کو مند چڑھ کی کیں تو گوہیں
 چڑھ کے کسوؤں گا۔ تو عورت کے ساری ساری
 رات گز جاتی ہے کہ گوہیں اٹھائے پھوے
 بچہ اگر بیمار ہے تو ان اس سے پہلے بیمار
 ہو جاتی ہے۔ اس کو الگ دکھ ہوتا ہے غرفے
 باب کی مجال نہیں ہے کہ یہ محنت برداشت
 کرے، وہ تو جنون ہو کے نکل جائے۔

عورت میں جذبہ خدمت

اگر کہیں ایسا ہو کہ عورت یوں کہے
 کہ سال یا ہمینہ بھر کے لیے خدمات کا تابادل
 کر لیں۔ میں تیر کی خدمات انجام دوں اور تو
 بیٹھ کے بال پچے پائیں، تو مکن نہیں۔ دو دن ہی
 اسے جنون ہو جائے گا اور بریشان ہو کے

نکل جائے گا۔ یہ عورت ہی کا حوصلہ ہے کہ
 اس محنت کو برداشت کر لے ہے۔ مرد بودا
 نہیں کر سکتا۔

وہنہ میں اٹھائی وہن وہن وصالہ
 فی عامین ان اشکری و لوالدیا ک
 تھک تھک کر، عاجز آکر فوہیسے اس کو

پھری ہے جس کو فرمایا گیا حملتہ امہ کرہا

و وصعتہ کرہا اور فرمایا گیا۔

حملتہ امہ وہن اعلیٰ وہن وصالہ
 فی عامین ان اشکری و لوالدیا ک
 تھک تھک کر، عاجز آکر فوہیسے اس کو

پھری ہے جس کو فرمایا گیا حملتہ امہ کرہا

و وصعتہ کرہا اور فرمایا گیا۔

وہنہ میں اٹھائی وہن وہن وصالہ
 فی عامین ان اشکری و لوالدیا ک
 تھک تھک کر، عاجز آکر فوہیسے اس کو

پھری ہے جس کو فرمایا گیا حملتہ امہ کرہا

و وصعتہ کرہا اور فرمایا گیا۔

وہنہ میں اٹھائی وہن وہن وصالہ
 فی عامین ان اشکری و لوالدیا ک
 تھک تھک کر، عاجز آکر فوہیسے اس کو

پھری ہے جس کو فرمایا گیا حملتہ امہ کرہا

و وصعتہ کرہا اور فرمایا گیا۔

وہنہ میں اٹھائی وہن وہن وصالہ
 فی عامین ان اشکری و لوالدیا ک
 تھک تھک کر، عاجز آکر فوہیسے اس کو

پھری ہے جس کو فرمایا گیا حملتہ امہ کرہا

و وصعتہ کرہا اور فرمایا گیا۔

وہنہ میں اٹھائی وہن وہن وصالہ
 فی عامین ان اشکری و لوالدیا ک
 تھک تھک کر، عاجز آکر فوہیسے اس کو

پھری ہے جس کو فرمایا گیا حملتہ امہ کرہا

و وصعتہ کرہا اور فرمایا گیا۔

وہنہ میں اٹھائی وہن وہن وصالہ
 فی عامین ان اشکری و لوالدیا ک
 تھک تھک کر، عاجز آکر فوہیسے اس کو

پھری ہے جس کو فرمایا گیا حملتہ امہ کرہا

و وصعتہ کرہا اور فرمایا گیا۔

وہنہ میں اٹھائی وہن وہن وصالہ
 فی عامین ان اشکری و لوالدیا ک
 تھک تھک کر، عاجز آکر فوہیسے اس کو

پھری ہے جس کو فرمایا گیا حملتہ امہ کرہا

و وصعتہ کرہا اور فرمایا گیا۔

وہنہ میں اٹھائی وہن وہن وصالہ
 فی عامین ان اشکری و لوالدیا ک
 تھک تھک کر، عاجز آکر فوہیسے اس کو

پھری ہے جس کو فرمایا گیا حملتہ امہ کرہا

و وصعتہ کرہا اور فرمایا گیا۔

وہنہ میں اٹھائی وہن وہن وصالہ
 فی عامین ان اشکری و لوالدیا ک
 تھک تھک کر، عاجز آکر فوہیسے اس کو

پھری ہے جس کو فرمایا گیا حملتہ امہ کرہا

و وصعتہ کرہا اور فرمایا گیا۔

وہنہ میں اٹھائی وہن وہن وصالہ
 فی عامین ان اشکری و لوالدیا ک
 تھک تھک کر، عاجز آکر فوہیسے اس کو

پھری ہے جس کو فرمایا گیا حملتہ امہ کرہا

و وصعتہ کرہا اور فرمایا گیا۔

وہنہ میں اٹھائی وہن وہن وصالہ
 فی عامین ان اشکری و لوالدیا ک
 تھک تھک کر، عاجز آکر فوہیسے اس کو

پھری ہے جس کو فرمایا گیا حملتہ امہ کرہا

و وصعتہ کرہا اور فرمایا گیا۔

وہنہ میں اٹھائی وہن وہن وصالہ
 فی عامین ان اشکری و لوالدیا ک
 تھک تھک کر، عاجز آکر فوہیسے اس کو

پھری ہے جس کو فرمایا گیا حملتہ امہ کرہا

و وصعتہ کرہا اور فرمایا گیا۔

وہنہ میں اٹھائی وہن وہن وصالہ
 فی عامین ان اشکری و لوالدیا ک
 تھک تھک کر، عاجز آکر فوہیسے اس کو

پھری ہے جس کو فرمایا گیا حملتہ امہ کرہا

و وصعتہ کرہا اور فرمایا گیا۔

وہنہ میں اٹھائی وہن وہن وصالہ
 فی عامین ان اشکری و لوالدیا ک
 تھک تھک کر، عاجز آکر فوہیسے اس کو

پھری ہے جس کو فرمایا گیا حملتہ امہ کرہا

و وصعتہ کرہا اور فرمایا گیا۔

وہنہ میں اٹھائی وہن وہن وصالہ
 فی عامین ان اشکری و لوالدیا ک
 تھک تھک کر، عاجز آکر فوہیسے اس کو

پھری ہے جس کو فرمایا گیا حملتہ امہ کرہا

و وصعتہ کرہا اور فرمایا گیا۔

وہنہ میں اٹھائی وہن وہن وصالہ
 فی عامین ان اشکری و لوالدیا ک
 تھک تھک کر، عاجز آکر فوہیسے اس کو

پھری ہے جس کو فرمایا گیا حملتہ امہ کرہا

و وصعتہ کرہا اور فرمایا گیا۔

وہنہ میں اٹھائی وہن وہن وصالہ
 فی عامین ان اشکری و لوالدیا ک
 تھک تھک کر، عاجز آکر فوہیسے اس کو

پھری ہے جس کو فرمایا گیا حملتہ امہ کرہا

و وصعتہ کرہا اور فرمایا گیا۔

وہنہ میں اٹھائی وہن وہن وصالہ
 فی عامین ان اشکری و لوالدیا ک
 تھک تھک کر، عاجز آکر فوہیسے اس کو

پھری ہے جس کو فرمایا گیا حملتہ امہ کرہا

و وصعتہ کرہا اور فرمایا گیا۔

وہنہ میں اٹھائی وہن وہن وصالہ
 فی عامین ان اشکری و لوالدیا ک
 تھک تھک کر، عاجز آکر فوہیسے اس کو

پھری ہے جس کو فرمایا گیا حملتہ امہ کرہا

و وصعتہ کرہا اور فرمایا گیا۔

وہنہ میں اٹھائی وہن وہن وصالہ
 فی عامین ان اشکری و لوالدیا ک
 تھک تھک کر، عاجز آکر فوہیسے اس کو

پھری ہے جس کو فرمایا گیا حملتہ امہ کرہا

و وصعتہ کرہا اور فرمایا گیا۔

وہنہ میں اٹھائی وہن وہن وصالہ
 فی عامین ان اشکری و لوالدیا ک
 تھک تھک کر، عاجز آکر فوہیسے اس کو

پھری ہے جس کو فرمایا گیا حملتہ امہ کرہا

و وصعتہ کرہا اور فرمایا گیا۔

وہنہ میں اٹھائی وہن وہن وصالہ
 فی عامین ان اشکری و لوالدیا ک
 ت

३६

نام و ن

آپ کا چلانگاں ابو بالہ زرارہ تھی
سے ہوا جن سے ہند اور بالہ دو بیٹے ہوئے
ہند اور بالہ دونوں مشرف بہ اسلام
ہوئے دونوں صحابی ہیں۔

ہند بن ابی ہا لہ نہایت فصع و بلیغ تھے
ال سے حلیہ نیوی کے متعلق مفصل روایت
مردی ہے یہ جنگ جمل میں حضرت علیؑ کی طرف
سے شریک ہوئے تھے اسی موقع پر جام
شہادت نوش کیا تھے

ابوہالہ کے انتقال کے بعد عتیق بن عائذ
مخزوں فلک کے سکاچ میں آئیں جن سے ایک لڑکی
پیدا ہوئی جس کا نام ہند تھا ہند بھی اسلام
لا گیں اور صحابہ بیت کے شرف سے مشرت
ہو گیں۔ مگر ان سے کوئی روایت منقول نہیں۔
کچھ عرب کے بعد عتیق کا بھی انتقال ہو
گیا اور حضرت خدا بخوبی پھر بیوہ ہو گئیں یہ سے
اور پیٹی دو نوں کے نام ہند ہونے کی
وجہ سے حضرت خدا بخوبی ام ہند کے نام
سرے کاری حادثہ تھیں۔

نفیہ بنت منیبہ سے روایت ہے
کہ حضرت خدیجہؓ بڑی شریف اور مالدار عورت
تھیں جب بیوہ ہو گئیں تو قریش کا ہر شریف
آدمی ان سے نکاح کا متنی تھا لیکن جب
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت خدیجہؓ
کا مال بتجارت لے کر سفر میں گئے اور بے حد

اپنے زمانہ کی مریم تھیں اس لیے حضرت مریم

حضرت خدیجہؓ بنت خوبلدن اسد
بن عبد العزیز تھی یہاں پہنچ کر آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم سے سلسلہ نسب مل جاتا ہے
والاہ ماجدہ کا نام فاطمہ بنت زائدہ تھا ہے
کی طرح ان کو بھی وظہر کو واصطفاً
علیٰ نساء العالمین (ادریختیں پاک کیا
اور تمام جہانوں کی عورتوں پر برگزیدہ بنایا
سے خاص حصہ ملا اور طاہرہ کے نام سے

لقب آپ کا لقب طاہر ہے۔ یہ لقب نہ رہا بلکہ اسے سرتھاں لئے
دلالت آپ کی دلالت

زمانہ جاہلیت سے تھا۔ لئے
حضرت خدیجہؓ کا لقب طاہرہؓ رکھا نہیں
کہ جاتی ہے لئے اور تعین بھی یہی کیا جا سکتا
مگا ملکہ زن، حانہ رائٹ لوگوں سے اور کو طارہ

چالیس سال تھی اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر چیس سال اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سال پیدائش ۱۵ ھجری سے حضرت خدیجہؓ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پندرہ سال بڑی تھیں اس سے ۵ اکتوبر کا دیس تو ۶۵ باقی رہتے ہیں۔ واللہ اعلم بالصواب۔

کہلوایا گیا تا کر ان کی طہارت و نزاٹ
 مشورہ ہو جائے جس ملحوظ کرنے کی کویم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایں کہلوایا گیا تا کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امانت و دیانت مسلم ہو جائے اور کی کو اس میں کلام کی گنجائش نہ رہے ایسے موقع کے لیے کہا گیا ہے۔ زیان علم کو نقراہ خدا۔ کمحو۔ چونکہ حضرت خدیجہؓ

تو اتفہ یہ ہے کہ عورت کا یہ حوصلہ
کہ گھر میں بچوں کو سنبھالنا کھانا بکانا گھر
استھام کرنا اور خادوند کے سارے معمولاء
اور خدمات کو انجام دینا۔ اگر خادوند کو یہ
خدمتیں پر کر دی جائیں تو دیوانہ ہو جائے
یہ عورت ہی کر سکتی ہے یعنی کہ یہ چیز کو
اس واسطے شریعت اسلام نے اس کا راستہ
بلند کیا۔ باپ سے زیادہ اس کے حقوق
مرد محسوب کے لحاظ سے کتنا ہی بلند کیوں
لیکن حقوق کے لحاظ سے آنا بلند نہیں
جنے شریعت نے عورت کے حقوق قائم
کیے ہیں۔

پہاڑ تک کہ دس گیارہ بج گئے۔ وہ بیماری کھیت کے اوپر مخت کر رہی تھی اسے تو تھی کہ آج بارہ چھوٹ سارا ٹھیک گیارہ بیکے کھانا آبائے گا اس لیے مرد قوی ہے خوب کام انجام دیگا ایک بچ گیا اور کوئی نہ آیا۔ اس نے کہا کیا قہر جسٹ اگر کادوہ آتا تو آس کے دیکھا کہ اک بچ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

نہ دودھ، نہ حارپائی، نہ اپنے بچے، گھر میں
کوئی اچیر بھی مٹھا نے پر نہیں اور خادم
بیٹھے رہتے ہیں۔

چھوٹی پر ابلز کو بہت بڑے بڑے ایشور
بنایا کرتے ہیں۔ یہ غلط ہے سیس ہو شی
کے ناخن لینے کی ضرورت ہے۔

کھانا پکا کے لایا کرتی تھی ایک دن انفانے سے بھڑک کو سنبھالنے لگا تو بچہ چارپائی سے نیچے گر پڑا اب دھلارہ تھا شوپچار تھا وہاں پہنچا بھڑکا تو دو بہنچا اور اس نے دودھ لیا کافے گھر کے بھائی اور اس کے رس چارپائی میں اٹک گئی دھلارپائی سمیت چھوٹے پر چڑھ گئی تو اب چارپائی جو ہے اور پر رکھی ہوئی ہے بچہ وہاں پڑا ہوا ہے اور ایک بچہ ادھر چلرا ہے اب اسے پریشانی ہے کہ بچوں کو سنبھالوں یا بھڑکو سنبھالوں یا کھانا یکاروں یا دودھ کالوں کھڑا ہوا مجھنوں کی طرح ہر طرف دیکھ رہا ہے یہاں تک کہ دس گیارہ بچے گئے دھلاری کھیت کے اوپر محنت کر رہی تھی اسے تو تھی کہ آج بارہ چھوٹ سارا ٹھیکارہ بیکے کھانا آجائے گا اس لیے مردوں کے خوب کام انجام دیکھا ایک بچہ گیا اور کوئی نہ آیا اس نے کہا کیا قصہ پیش آگئا دوسری بارہ آکے دیکھا کہ ایک بچہ ہو گا۔ اس نے کہا اجھا کل سے پھر یہی کھانا پکا کے لایا کرتی تھی ایک دن انفانے سے بھڑک دھلڑ دیر ہو گئی ہے کاشکار کو غدر چڑھا اس نے سیکڑوں باتیں بیوی کو سائیں کہ بھجے سے کام نہیں بھتا اور میں ہوتا ہوں کرتا اور تو ایسی ہے تو دلیسی ہے سیکاری سنتی رہی۔ یعنی صبح سے شام تک بڑا کھب کے بچوں کو الگ بال کھانا ایک پکا یا کھیت پر لے کر بھی گئی اتفاق سے اگر ذرا دیر ہو گئی تو خادم نے سیکڑوں باتیں سنا دیں خیر و مغرب سنتی رہی خادم کی زبان سے تکلا کہ اگر میں اس کام میں ہوتا تو کبھی یہ بات نہ ہوتی اس نے کہا کہ اجھا پھر دو چار دن کے لیے خدمتوں کا تبادلہ کرو میں کھیت پر کام کر دل لی تو گھر پر رہ بچوں کو بال اور بارہ بچے کھانا لے کر آجایا کرنا۔ اس نے کہا یہ کوئی بڑی بات ہے میں کروں گا۔ اس نے کہا اجھا کل سے پھر یہی ہو گا۔

بخاری خصوص کو اٹھتے ہی بیوی تو کھیت
پر چلی آئی اور کھیتی کا کام شروع کر دیا۔ اب
یہ خادند صاحب گھر لیٹے رہے اُنکے گھلائو
۔۔۔ ایک بچہ روایا۔ یہ اسے سنبھالنے کے لیے
گئے تو ادھر سے دوسرا چلا یا۔ اسے پکڑانے
کے لیے گئے تو تیرا روایا۔ ابھی اس سے
نہیں نہیں تھے کہ معلوم ہوا کہ گھر میں جو
گاتے بندھی ہوئی ہے اس کا چھڑا رستہ
چھڑا کر گائے کے دودھ پر جائے لگ

ادھر درما ہے ایک بچہ ادھر پڑا رہا ہے
اور چار پائی چھلے پر پڑی ہوئی ہے۔ نہ کھانا
نہ دودھ، نہ چار پائی، نہ پانے بچے، گھر میں
کوئی اچیز بھی مٹھکانے پر نہیں اور خداوند من
بیٹھے ہوتے ہیں۔
اس نے کہا کہ کیا بات ہے خادند
نے کہا کہ اس کچھ نہیں یہ تیرا ہی کام ہے
میسر بس کا کچھ نہیں۔ پھر اس نے کھیت کا
کام شروع کیا اور عورت نے گھر کو سنبھالا

اور یہ بھی سب کو معلوم ہے کہ مال و دولت
عینش و عشرت زر اور زیور کی محبت عورتوں کی
فلتر میں داصل ہے
مگر باس سہ حضرت خداوندؐ کا تمام اشراف
اور وسائلے مکہ کو باد جو دان کی تمنا اور
خواہش کے چھپوڑ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم
کی طرف اُملی ہونا آپؐ کی طہارت اور شرافت
کی روشن دلیل ہے اور اس سے حضرت خداوندؐ
کے فہم دفراست کا بخوبی اندازہ ہو سکتا ہے
اب طاہر ہے کہ اسی طاہرہ مطہرہ خاتون کا
میلان کسی طاہرہ مطہرہ کی طرف ہو سکتا ہے
اللہ تعالیٰ نے سچ فرمایا
الطيبات للطبيين والطيبون الطيبات

شہر کی محیت و اطاعت

حضرت خدا بخوبی دل و جان سے اپنے شوهر
کی شیدا کی تھیں روزہ اول سے آخر دم تک
وفاداری و محبت کلب مثال نمونہ بنی رہمیں
شادی کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے
ہر ہر حکم پر عمل کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی
عطا اپنا سارا مال را خدا میں سادیا۔

نکاح کے ساتھ ہی حضرت خدجہؓ کی تنا
اور آرزو کا ابتدائی مرحلہ تھے ہوا میکن نزل
مقصود ریعنی بعثت نبویؐ ابھی رو تھیؑ اور
اید و سیم کی کشکش اور استغار و بے صینی ہنوز
پستور تھیؑ

چنانچہ ایک روز کا واقعہ ہے کہ آپ
صلی اللہ علیہ وسلم حضرت خدیجہ رضیٰ کے پاس

ہو گئی تھیں۔ اسوانی حسن دو قار کا جیتا جا گتی
پیکو تھیں۔ ان کی سیرت کے تمام پلے نہایت
روشن تھے اور ذات گرامی میں آنسی خوبیاں
جمع ہو گئی تھیں کہ ان سب کو اس مختصر
مضمون میں بیان کرنا ناممکن ہے، اپنی
شرافت اور پاکیزہ زندگی کے سبب وہ
پورے قبیلے میں طاہر کے نام سے شہور
ہو گیا۔ ان کے شوہر بہت مالدار شخصی
تھے چنانچہ جب ان کا انتقال ہوا تو ان کی
ساری دولت اور جا مداد آپ نے کوٹلی آپنے
نے اس دولت سے تجارت کا پیشہ اختیار
کیا جس سے مال میں افضل فوائد کے ساتھ

آپ کا انتقال ہوا۔

(۱) حضرت زینبؓ، حضرت رقیۃؓ
(۲) حضرت ام کلثومؓ، حضرت فاطمہؓ

[قادیۃ]

یہاں حضرت خدیجہؓ کے قریبی رشتہ داروں
کے بارے میں کچھ عرض کرنا مناسب علوم
ہوتا ہے طوالت کے خوف سے نہایت
انحصار سے کام لیا گیا ہے۔

حضرت خدیجہؓ کی ایک بہترہ ماراثۃ تھیں
جو صحابیہ ہیں۔ ان کے فرزند ابوالحاصل
بن ربيع ہیں جو سیدہ زینب بنت سولہؓ شریفی
صلی اللہ علیہ وسلم کے شوہر ہیں اور لین
داماد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ دوسری
بہترہ رقیۃؓ یا رقیقہ ہیں۔ جن کی بیوی ایکہ
بنت عبد صحابیہ ہیں۔ ایکہ سے ان کی
بیوی حلیمه اور محمد بن عبد المندرؓ نے روایت
حدیث کی ہے بعوام و نوافل حضرت خدیجہؓ
کے برادر حقیقی ہیں۔ نوافل کے فرزند و رقرہ

حضرت خدجہ اخلاق و سیرت کے آئینے میں

حضرت خدیجہ قبیلہ قریش میں نہایت
معزز اور باوقار خاتون تھیں ان کی ذات
میں صورت و ستیر کی تمام خوبیاں یکجا

حلم تھا اور ابھی اپنے علام مسروہ سے سفر
شام کے داتوات اور راہب کا قصہ سن
چکی تھیں۔ بھیر راہب کا قصہ اسے قبل
پیش آچکا تھا ادھران کے چجاز ادھانی
درقہ بن نو نل توریت دا بجیل کے زبردست
عام تھے۔ بنی آزر الزمال کے ظہور کے منتظر
تھے ان داتوات کی وجہ سے حضرت خدیجہؓ
کے دل میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکاح
کا شوق پیدا ہوا اور اسی اثنائیں یہ واقعہ
پیش آیا کہ جا ملت کی ایک عید میں
مکہ کی حورتیں جمع ہوئیں ان میں حضرت خدیجہؓ
بھی تھیں دیکھتی کیا ہیں کہ یہ کا یک ایک
شخص خود ار ہوا اور با واذ بلندیہ
نداوی۔

نے ایک گلے ذبح کرائی اور کھانا پے
کر کھانوں کو کھلایا۔
یہاں اولاد کا تفصیلی ذکر ممکن نہیں مختین
ان کو بیان کیا جاتا ہے۔

ابناء النبي

۱) حضرت قاسمؓ بحضور صلی اللہ علیہ کے گھر حضرت خدیجہؓ کے بطن سے پیدا ہوئے دو سال کی عمر میں آپ کا انتقال ہوا۔

۲) حضرت عبد اللہؓ ان کا لقب طیب و طاهر سے نبوت کے بعد منکر مکر مہمیں مارا گیا۔

کی طرف سے طیب تھا اور حضرت خدا کی طرف سے طاری بھیزنا میں امکرے کر رہے

قطع ہوا تو حضرت خدیجہؓ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف راغب ہوئیں اور مجھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا عندیہ معلوم کرنے کے لیے بھیجا۔ چنانچہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے آکر ملی اور کہا کہ آپ کون کا حسے کیا چیز مانع ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے لامتحب میں کچھ نہیں ہے نہ کہا کہ اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس نکرے کے کفایت کیے جائیں اور مال و جمال اور ملکہ کی خور تیس جمع ہوئیں ان میں حضرت خدیجہؓ بھی تھیں دیکھتی کیا ہیں کہ یہ کا یک ایک شخص نمودار ہوا اور با واد بلنے مداری۔

وہم لے جوں فرمایا۔

اصل وجہ یہ ہے کہ جوں جوں زمانہ
بُوت اور بُعثت کا دقت فریب ہوتا جاتا
تھا اسی قدر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی کوششی
اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ظہور کی بشارت میں
ظاہر ہو جاتی تھیں کبھی علماء توریت اور
انجیل کی زبان سے اور کبھی کاہنوں سے
اور کبھی ہوا تف غیبی کی آواز دل سے نورت
اور انجیل کا جو عالم آپ صلی اللہ علیہ وسلم
کو دیکھتا تھا یہی کہتا تھا کہ یہی نونہال اور
یہی نوجوان پیغمبر آخر الزماں ہونے والا
ہے جس کی حضرت موسیٰ و عیسیٰ علیہم السلام

انہ سیکھو فی بلکی نبی یقہ
لے احمد فی استطاع منکی ان تکو
زوجت لے فلتتعل، فحبتہ الٰا خدیجہ
فاغضت علی قوله۔ رواہ المدائی ع
ابن عباس رضی اللہ عنہ (۹)

ترجمہ بے عور تو بکھارے شہر
یہ عنقریب ایک بی نظاہر ہو گا جس کا نا
احمد ہو گا جو عورت تم میں سے اس کی
بیوی ہن کے تودہ اس کو ضرور کرے یہی
عورت ہونے اس ندادینے والے کے
سنگرے مارے مگر حضرت خدیجہ
کوئی سنگرے نہیں مارا بلکہ سن کر خاموش
ہو گئیں۔

نہ پیشیں کوئی کی ہے
حضرت خدیجہؓ کو ان داعیات کا خوب چھا ابو طالب کے مشورہ سے پیام

ترسیہ کے احلفت خدیجہ نے سب کو راہب کی گفتگو بیان کی تو خدیجہ نے سب کو
یزرایل کا ماقابل اليہود حدا
مذاکرہ الہذا

تامی و امی واش ما افضل هذ
لشن ولکی ارجو ان تکو انت النی
صلی اللہ علیہ وسلم الذی سبعت فان
نکو هو فاعرف حقی و مرتلی وادع
الله الذی یعنی لی قال فقال لها و الله
لئی کت تا هو قد اصطبعت عنی ملا
اضج ابدا هو وادیکی عیوری فان اللہ
ذی تصنیع هذی تصنیع هذی لاجد لایضنیع
لیدا (۱۲)

ترجمہ: سیریاں باپ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر فدا ہوں اس عمل سے سیریا کو غرضی
ہمیں مگر کہ جو کو امیر ہے کہتا ہے اور ایک آپ
صلی اللہ علیہ وسلم سی وہی ہوں جو عنقریب
سبouth ہونے والے ہیں۔ پس اگر آپ ہی
خوار کی ابتداء کی اور روسار مکہ کی آرزوی
کو خاک میں ملا دیا۔ جلا جس مبارک خاتون
نے دنیا ہی کے حکمرانے کا عزم بالجزم کیا
ایک عورت کے لیے اتنے بڑے کاروبار
کو سنبھالنا کوئی آسان بات نہیں اس سے
دردھ کویر کے پیغمبر کی زوجیت کو اختیار کرتا اس
کی خواہش اور تناکرنا معنوی عقل کا کام ہنیں
کی خروت اس خاتون کو اپنی طرف کب امیں
کر سکتی تھی جب کہ وہ خود اپنی دولت کو راہ
خدا میں نہانے کیلئے تیار بیٹھی ہو۔

عقل الناس سب کے زیادہ بھگدار کو دیا جائے
تو مرے کے بعد اس شخص کو دیا جائے گا بعد
دنیا میں سب سے زیادہ زاہد ہو۔ (۱۵)
اس لیے کب سے زیادہ عاتل دری
ہے جو فانی کو چھوڑ کر باقی کو اختیار کے اس
سے زیادہ حق کون ہو گا جس نے آخرت کی
لازوال نعمتوں کو دے کر ایک جیفا اور
مردار کو نزدیک لیا ہو۔

ضماریت مختارتهم دما کا نومہدین
ترجمہ: ان کی تجارت نفع بخش رہی اور نہ وہ
ہدایت یافت ہو۔

حضرت خدیجہ نے یہ سب جانتے بھجنے
کے بعد خوب سوچ کیمکہ کہ اپنی طرف سے بیام
خاتون تھیں۔ اپنے تجارتی کام مقرر کردہ لوگوں
سے لیتیں زراغور کیا جائے تو علوم ہو گا کہ
نے دنیا ہی کے حکمرانے کا عزم بالجزم کیا
ایک عورت کے لیے اتنے بڑے کاروبار
کو سنبھالنا کوئی آسان بات نہیں اس سے
دردھ کویر کے پیغمبر کی زوجیت کو اختیار کرتا اس
کی خواہش اور تناکرنا معنوی عقل کا کام ہنیں
کی خروت اس خاتون کو اپنی طرف کب امیں
کر سکتی تھی جب کہ وہ خود اپنی دولت کو راہ
خدا میں نہانے کیلئے تیار بیٹھی ہو۔

نہول و حی اور حضرت خدیجہ

حضرت خدیجہ نے خدا کا قلب پہلے ہی اس حداد
کے حصول میں تمناؤں اور آرزوؤں کی جو لا
نگاہ بنا سوا تقدیم کر کار راوی ہیں
یہ وصیت کرے کہ نہ کسے بعد سر امال
آش اور تمام حالات و واقعات اور سطورا

پاس جاتیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے
تعلق دریافت کو تیڈہ درست جواب دیتے۔
مالا رہ الا نبی هذہ الامۃ الذی
بشریبہ موسیٰ و عیسیٰ علیہما السلام
ترجمہ: میں تو ان کو اس امت کا نبی ہی سمجھتا
ہوں جن کی خوشخبری حضرت مولیٰ اور حضرت
عینی علیہم السلام نے دی تھی۔
ایک روایت میں آتا ہے کہ ایک
رات دن کے تجربے اور مشاہدے سے
حضرت خدیجہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نیکی
تے ایک تفصیدہ کہا جس کے بعض اشارے ہیں۔
ہذی خدیجۃ تاتیخی لاخبرها
دمالتا بخفی الغیب من خبو
بان احمد الذی یاتیه فی خبرہ
جیعیل انک مبعوث الہ بالبشر
فقلت علی الذی ترجیعی ینجزہ
لک الالہ فرجحا الخیو و انتظری
ترجمہ: یہ خدیجہ بار بار میرے پاس آتی
ہے کہ میں اس کو خبر دوں اور مجھ کو غیب
کی خبر نہیں کہ جریل آپ صلی اللہ علیہ وسلم
کے پاس اللہ کا پیام ہے کہ آئیں گے کہ
آپ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کی طرف نبی
بنانے کی بھجو گئے ہیں۔
درستہ نہیں کہ میں اس عالم میں حضرت خدیجہ نے
دیا کہ عجب ہیں کہ جس کی تو امید کرتی ہے
اللہ اس کو پورا کرے تو اللہ سے نیز کی
انھوں نے بڑے اعتماد اور اخلاص کے ساتھ
ہے تو یقین جاؤ یہ وہ خدا کا فرشتہ ہے
جو واقعہ پیش آیا اس سے آپ بڑے
مضطرب تھے اس عالم میں حضرت خدیجہ نے
صلی اللہ علیہ وسلم یقیناً اللہ کے رسول ہیں
ان سے کہو کہ ثابت قدم رہیں اس سے آپ
بہت خوش ہوئیں۔

کے پندرہ برس بڑی تھیں لیکن عمر کے
اس فرق کے باوجود وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم
کی بہترین اور نہایت وفادار بیوی ثابت
ہوئیں۔

۔ محمد امداد محمد زمک مصنف با سور تحری
استخوان نکھا ہے کہ حضرت خدیجہؓ کی وفاداری
اور محبت ایسی تھی کہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ
وسلم نے آنزوی عمر تک انھیں یاد رکھا۔
انگریزی کے مشہور عالم و فاضل سر
گاؤفرے ہنگس اپنی شہرہ آفاق کتاب "ایالوجی
نار محمد" میں لکھتے ہیں :

اس بات پر سب کا کامل اتفاق ہے کہ
حضرت خدجہ نے رسول اللہ پر بے سلطے
نہایت پچے دلکسے ایمان لائیں اور وہ آپ
صلی اللہ علیہ وسلم کی کمی معتقد تھیں ان کے
خلوص اور ان کی نیت پر آج تک شک
نہیں کیا گیا:

عالیٰ معلومات کی ایک اور سند فاموس
”انساں کو پیدا یا آت بڑنا نیکا“ میں پیغمبر
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تذکرہ کے ذیل
میں حضرت خدیجہؓ کا تذکرہ ہے انس میں
لکھا ہے:
دونوں کی ازدواجی زندگی ہنہایت
خوشگوار اور پرست تھی، رسول اللہ کو ان
پر کامل اعتماد تھا، دعوتِ اسلام قبول کرنے
میں وہ سبقت لے گئیں پیغمبر اسلام کی محبت
اربائی صفحہ ۲۹ پر

سلام ہوا اور یا رسول اللہ اپ صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی اللہ کی سلامتی ہوا اور اس کی تسمیں اور برکتیں آپ پر نازل ہوں (۱۹) ،
حافظ ابن قیمؓ فرماتے ہیں کہ حق تعالیٰ
جل شانہ کا سلام بھیجنایہ وہ فضیلت ہے
کہ جس میں حضرت خدیجہؓ کا کوئی شرک نہیں۔

(۳) پیری فضیلت

دوسری فضیلت "سبقت الی الایمان" [دھرت خدیجہؓ کی یہ بھی ایک بہت بڑی فضیلت ہے کہ سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم ان کی زندگی میں کسی دوسری خاتون کو عقد زوجیت میں نہیں لائے۔

کروہ تمام امت میں سبقت الی الایمان کے شرف سے ممتاز ہیں چنانچہ حافظ ابن حجرؓ عقلانی فرماتے ہیں کہ حضرت خدیجہؓ قبول اسلام میں تمام خاتونوں کا مشراہ میں انہوں

اسلام میں تمام خواہین کی پیش رویں انجھوں
نے بعد میں ایمان لانے والی ہر عورت کے
لئے یہ مثالِ قائم کر دی۔ پس حضرت خدا بخوبی
کہ تمام ائمہ کا مہمنانہ کام ایجاد کے افاضا

(۵) وہ خواتین امت میں سب کے افضل کو تمام امت کی مومنات کے برابر اجر ملے گا کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور خیر الناس تھیں حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میلانہ نبی کو یہ فرماتے ہوئے سنے نے فرمایا:

من سنن الاصلام حسنة جنة
فلما اجرهاه اجر من عمل بها من
بعدة عن غير ان ينقص من اجرورهم
ہے کہ مریم بنت علیاں اپنے زملئی میں سب
عورتوں سے افضل تھیں اور اس امت
میں حضرت خدیجہؓ افضل النساء ہیں۔

حضرت خدیجہ اور مغربی مورخین

ترجمہ: جو شخص کہ اسلام میں کسی نیک طریقے
کو روایج دے اس کو اس طریقے کا اور
بواں پر عمل کرے اس کا تواب ملتا ہے

بیغراں کے کہ عمل کرنے والوں کے
اجر و ثواب میں کوئی کمی آئے۔
اس کا رخیر میں جہاں تک مردوں کا تعلق
حضرت صدیق اکبرؒ بھی ان کے شریک حال

کرنے تھے۔

حضرت خدیجہ رسول کی نظر میں

حضرت خدیجہؓ کے فضائل و مناقب:

ام المؤمنین حضرت خدیجہؓ کے فضائل
بے شمار ہیں لیکن ان کے صحیفہ فضائل میں
سے چند نکایاں مناقب کو یہاں ذکر کیا جاتا ہے
وہ رب سموات دار رضتے جبریل ا میں
کے ہاتھ غارہ را کے عزلت گزیں صلی اللہ علیہ وسلم
کی دساطلت سے آپؐ کو سلام کھلایا۔

چنانچہ بخاری شریف اور مسلم شریف میں
حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ ایک
مرتبہ جریلِ امین آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت
میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ
یہ خدیجہؓ آپ کے لیے کھانا لے کر آ رہی ہیں
جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں تو
کے پروردگار کی طرف سے پھر بری طرف
ان کو سلام کہہ دیجئے اور ان کو جنت میں امکان
ایے محل کی بشارت دیجئے جو موئی کا بناء
ہو گا اور اس میں نہ کوئی شور و غل ہو گا اور
نہ کسی قسم کی مشقت و تکلیف ہو گی۔

یہ بخاری مسلم کی روایت ہے نا
کی روایت میں ہے کہ حضرت خدیجہؓ
سن کر سر جواب دیا۔

السلام عليك يا رسول الله
برحمة الله رب كاتب

ترجمہ: تحقیق اللہ تعالیٰ تو خود ہی قدوس و
میں اللہ پر کیا سلام بھیخنا البتہ جب رہا

حضرت خدجہ کے انتقال کے بعد حضور
صلی اللہ علیہ وسلم بہت غمگین رہا کرتے تھے اور
ان کی محبت اور وفاداری کو یاد کرتے تھے ایسا
کیفیت زندگی کے آخی دوسری بھی قائم رہی
حضرت خدجہ کے انتقال کے بعد جب
کبھی آپ کوئی بکری وغیرہ ذبح کرتے تو حضرت
خدجہ کی سہیلیوں کو گوشت ضرور بھجوائی
ان کے ساتھ بڑی اپناست کا برداشت کرتے
اکثر ان کی خیریت و عانیت معلوم کرتے رہتے
ادرسال میں ایک مرتبہ حضرت خدجہ کی
طفت سے قربانی کیا کرتے تھے۔

نبوت کے ساتویں سال کا راتقہ ہے
کرابو طالب تمام اہل فائدان کے ہمراہ
مکہ کے باہر ایک گھاٹ میں پلے گئے جو شعب
ابی طالب کے نام سے معروف ہے ان
میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت خدجہ
بھی تھیں اس محاسنے کی مالت میں ان پر
چو گز ری وہ ناقابل بیان ہے لیکن حضرت
خدجہ نے یہاں جس وفاداری اور محبت کی
مثال قائم کی اس کی نظر تاریخ میں ملنی
مشکل ہے۔ (۱۸)

انتقال پر ملال اور عام المحن

ابو طالب کی رحلت کے ایک نہیں پائیں
روز بعد رمضان المبارک نزد انبوی کو حضرت
خدیجہ زمٹا ہرہ بنت خولید پنیسٹھ بر سس کی
عمر میں اس دار فاقی سے رحلت فرمائی کے اپنے
حال حقیقی سے جامیں مر قدر مکہ مکرمہ کے
بر سماں "معلاۃ" میں سے۔

حضرت خدیجہؓ کی رحلت پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں مددگار اور غمگار آخزی دور میں حضرت عائشہؓ نے آپ کی

دنیا سے اٹھے گے، ان دونوں کی دنات
کا تلقی ایک طبعی امر تھا، زمانہ اسلام
سے چھتی بیوی تھیں آپ صلی اللہ علیہ و
آلہ و سلم کے سامنے خفیرت خدا کو من کے محب

پیغمبر اسلام کے یہے نہایت ہی مشکل اور
اکثر ذکر کرتے تھے، حضرت مارٹن فرماتی ہے

دیل کے حد بھتھ تو ہمیں دیلہا سین بھتھ
مسلم خود اس سال کو عام الحزن سے تعبیر

ہمیں آیا۔ اس کا سبب یہ تھا کہ رسول اک
صلی اللہ علیہ وسلم بڑی محبت سے ان کا ذ

حدائق

نیزات و اتفاق

کی خدمت میں پیش کیں۔ اسی کے ساتھ ان خواتین کے صدقات و خیرات پر دلی رجحان اور ذوق و شوق کا بھی ثبوت ملتا ہے۔ حضرت اسماء بنہت ابو بکرؓ نے رسول کیم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک نئے انداز سے نصیحت فرمائی۔ "آخر چ کو۔ شما رت کرو دک کیا دین کیا زدیں) درہ اللہ بھی گن کرہی دے گا اور نہ پچاپچا کر حفاظت سے رکھو، اللہ بھی اسی طرح دے گا۔" ۲۳۷ سے رسول کیم صلی اللہ علیہ وسلم نے حور توں کو بھی مختلف انداز سے اتفاق کی ترغیب اور تاکید فرمائی ہے۔ اس میں ان کے مزاج و نفیات اور ماہل کی بھی آپ نے پوری رعایت فرمائی ہے جیسا کہ حضرت جابرؓ اور عبد اللہ ابن عباسؓ فرمایا: یوں کہو کہ شانہ کے علاوہ سب کچھ بیان کرتے ہیں کہ "ایک عید کے موقع پر رسول کیم نے دریافت فرمایا۔" پھر اس میں سے باقی ہے؟ "هم نے عرض کیا صدقہ شانہ رہ گیا ہے" تو آپ نے ارشاد فرمایا: یوں کہو کہ شانہ کے علاوہ سب کچھ رہ گیا ہے۔ یعنی جو بھی اللہ کی راہ میں تقدیم کیا۔ دراصل وہی پیغام گیا ہے۔ ۲۳۸ میں کہونکہ اس نگی راہ میں خرچ کیا ہو اضافہ در غبت آمادہ و تیار رہتا ہے، جہاں اللہ اور اس کا رسول اسے ہدایت فرماتے ہیں۔ اتفاق کرنے والے مردوں اور خواتین دو لوں کو اٹھتے تعالیٰ اجر عظیم کی بشارت ملتا ہے۔ بعض اوقات، انسان اسی حیثیت میں نہیں ہوتا کہ کسی کی، کوئی بڑی مدد کرے اور بخوبی مدد کرنے میں تائل اور بچکا سبھی محسوس کرتا ہے۔ ۲۳۹ یا عید کا ہجایا کرتی تھیں اور آنحضرت نے اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ خواتین عید کے موقع پر نماز کے لیے مسجد مرواد صدقہ کرنے والی عورتیں اور جنہوں نے اللہ کو قرض حسن دیا، ان کو بڑھا کر دیا جائے گا۔ اور ان کے لیے بہترین جائز ہے۔ "راہجید رکوع ۲۴۰"۔

چھوٹی چیز کا بھی ہو سکتا ہے مکن ہے، اس سے کسی حاجت مند کی مکمل مزورت پوری نہ ہو، مگر کچھ وقتوں سے اٹھتی ہی سکتا ہے۔ چنانچہ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ رسول کیم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "جب بخوار کا رقم رہ گئی تو میں نے کہا۔" اس میں ہمارا بھی ایک نکٹا اہمیت ہے۔ جب بخوار کا رقم اور موقع پر رسول کیم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بکری کا جلا ہوا کھڑا ہی بھی کیوں نہ کہے۔ جواب دیا۔ "چھاب پکڑ کے نیچے جو رہ گیا ہے وہ تمہارا ہے۔" یہ پیشہ ڈرام تھے۔ ایک روایت ہے۔ میں یہ ہے کہ جب حضرت عمرؓ کو یہ معلوم ہوا کہ انہوں نے تمام رقم اس طرح تقیم کر دی ہے تو فرمایا۔ "ان سے خیر کی ہی امید ہے" پھر خود انکے گھر تشریف لے گئے دروازے پر کھڑے کا بے پایا جذبہ تھا اور وہ بہت زیادہ ہو کر سلام کیا اور فرمیدا یہ ہزار درہم بھیجے اور درخواست کی کہ اسے اپنی ضروریات تنزکہ میں لکھتے ہیں کہ دین و تقوی، جو دو سو خا اور شیکی اور بھلائی کے لحاظ سے ان کا شمار تقدیم کر دیا۔ ان کی غیرت کا یہ عالم تھا کہ بیت سردار خواتین میں ہوتا تھا۔" ۲۴۱ اس معامل میں ان کا یہ حال تھا کہ "محنت کر کے آپ نے آسمان کی طرف اپنا ٹھاکر یوں کچھ کہا تیس ادا سے غریبوں اور ناداروں میں تقیم کر دیتی تھیں" ۲۴۲۔ بر زہ بنت نافعؓ کے لیے اب مجھے زندگی نہ رکھ جانا پذیر اسی سال ان کی وفات ہو گئی ۲۴۳۔ انہوں درہم ان کے واسطے بیت المال سے بھیجے ان کے پاس اس قدر کثیر رقم پہنچی تو کہا تھیں اس کا کیا کروں یہ میری درسری ہیں منتخب کر کے کفن کے لیے تھیجے اور انہیں دراڑ و اج مطہرات، اس کی تقیم کی زیادہ صلات رکھتی ہیں" کہا گیا کہ یہ کل رقم آپ ہی کیلئے کچھ دن کا ان کو کفن دیا گیا اور ان کا تیار گردہ کفن ان کی بہن نے صدقہ کر دیا۔

۲۴۴۔ آپ کے انتقال پر حضرت عائشہؓ نے فرمایا: "جلی گئیں وہ، جو قابل تعریف ہے۔" میں اسی مکان میں اسی رتی تھیں، ولید بن عبد الملک نے مسجد نبوی کی توسعہ کے لیے بچا سا پڑا معمول میں خرید اس تھا۔

ام المؤمنین حضرت عائشہؓ کی فیاضی اتفاق اور داد دہش بھی صوبہ مثل تھی جو کچھ ملتابے دریغ خرچ (تقیم) کو دیتی تھیں۔ ام ذرہ کیتھی ہی کہ "حضرت عبد اللہ بن زیر رضی نے دھنی جس میں ایک لاکھ درہم ہوں گے آپ کی خدمت میں بھجوئے انہوں نے تسلیم گوایا اور اسی سے ساری رقم لوگوں میں تقیم کر دی۔ اس دن وہ رزوی تھیں۔ شام ہوئی تو مجھ سے فرمایا: "اے رواک افطار قولا تھیں میں نے عرض کی۔" آپ نے اتنی کثیر رقم تقیم فرمائی۔ کیا یہ ممکن نہ تھا غریب نے بیت المال سے پانچ پکڑے خود منتخب کر کے کفن کے لیے تھیجے اور انہیں دراڑ و اج مطہرات، اس کی تقیم کی زیادہ صلات رکھتی ہیں" کہا گیا کہ یہ کل رقم آپ ہی کیلئے کچھ دن کا ان کو کفن دیا گیا اور ان کا تیار گردہ کفن ان کی بہن نے صدقہ کر دیا۔ اگر پہلے تمہارے کو دیتیں تو گوشت بھی سکوایا جائے گا۔ اور ان کے لیے بہترین جائز ہے۔ "راہجید رکوع ۲۴۵"۔

کی: میری ماں نے حج کی نذر مانی تھی۔ لیکن حج سے پہلے ان کا اس عالہ ہو گیا۔ کیا میں اس کی طرف سے حج کر سکتی ہوں؟ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "اس کی طرف سے حج کرو، بتاؤ اگر تمہاری ماں پر قرض ہوتا تو تم ادا نہ کریں؟ اللہ کا قرض بھی ادا کرو، اللہ اس کا زیادہ حقدار ہے کہ اس کا قرض ادا کیا جائے۔" ۲۲۳- حضرت فضل بن عباسؓ نے کہتے ہیں کہ قبیلہ ختم کی ایک خاتون نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی۔ اللہ نے اپنے بندوں پر حج کو فرض کیا ہے۔ یہ قرض میسر ہاں پر بھی عامد ہوتا ہے لیکن وہ بہت بوڑھے ہیں، سواری پر بیٹھ نہیں سکتے۔ اگر میں ان کی طرف سے حج کروں تو کیا ان کا قرض ادا ہو جائے گا؟ رسول کریمؓ نے ارشاد فرمایا: "اگر ادا ہو جائے گا۔" ۲۲۴- اسی کو حج بدل بھی کہتے ہیں۔

خواتین جی ستریک ہیں۔ مصیباعمہ بنت
ذبیرؓ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم
سے عرض کیا "میں نے حج کا ارادہ کیا ہر
لیکن بیمار ہوں" آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے ارشاد فرمایا: "حج کرو، احرام اس نیت
سے یا نہ چھوکہ اللہ تعالیٰ جہاں روک دیگا
وہیں احرام کھول دوں گی۔" ۲۶۶ء حضرت
جاہرؓ تبیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ
علیہ وسلم نے اعلان فرمایا تو ہم سب
لگ حج کے لیے روانہ ہوتے۔ جب
ڈوال خلیفہ پہنچے تو وہاں حضرت اسما
بنت عمیشؓ کے سا جزادے محمد بن
ابو بکرؓ پیدا ہوتے" ۲۶۷ء حضرت
عبد اللہ بن عباسؓ کہتے ہیں "رسول کریم
صلی اللہ علیہ وسلم نے (ددراں سفر حج)
روحاء میں کچھ سواروں سے ملاقات کی۔
ان میں ایک عورت نے بچہ نکال کر
دکھایا اور سوال کیا" کیا اس کا بھی حج

٢٣١هـ ايضاً بحال المذكور. ٢٣٢هـ غورت ادر اسلام
 ٢٣٣هـ ايضاً بحال سخارى و سلم كتاب العيدان. ٢٣٤هـ
 ايضاً بحال سخارى كتاب الحصينة و سلم كتاب الزكوة.
 ٢٣٥هـ ايضاً بحال مشكوة المصانع، كتاب الزكوة بحال
 ترمذى. ٢٣٦هـ ايضاً بحال الترغيب والتربيت
 ايضاً ٢٣٧هـ ايضاً بحال اعلام السنوار جلد ر ٢ ٢٣٨هـ
 ايضاً ٢٣٩هـ ايضاً بحال طبقات ابن سعد جلد ر ٣ ٢٤٠هـ
 ايضاً ٢٤١هـ ايضاً بحال ايضاً ٢٤٢هـ ايضاً ٢٤٣هـ ايضاً
 دياقى مسلم ٢٩ مس

لیتی۔ ۲۵۳ھ عطائیں ابی رباح بن حکمتے ہیں کہ ایک بار حضرت معاویہ نے حضرت عائشہؓ کو ایک لاکھ درهم بھجوائے۔ انہوں نے وہ سب امہات المؤمنینؓ کے درمیان تقسیم کر دیئے تھے۔ عروہ بن زیر بن حنفہ کہتے ہیں ”میں نے دیکھا کہ حضرت عائشہؓ نے ستر ہزار درہم صد و خیرات کیے اور خود ان کا یہ حال بتا کر اپنے کڑوں میں پیوند لگاتی تھیں۔ ۲۶۰ھ ام المؤمنین حضرت زینب بنت خزیرؓ اسلام سے پہلے بھی مسکینوں اور بحاجوں کی بہت امداد کیا کرتی تھیں اسی وجہ سے ان کو ”ام الماکین“ کہا جاتا

کے لیے آنحضرت سے اجازت چاہی تو آپ نے اس موقع پر ان کو بھی بتایا تھا حضرت عائشہؓ نے رسول کیم صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی کیا ہم بھی آپ لوگوں کے ساتھ ہجہ میں شرکیک ہو سکتے ہیں؟ آپ نے ارشاد فرمایا ”تم لوگوں کے لیے سبے اچھا اور خوبصورت جہادِ حج ببرد ہے ۲۶۳ھ ایک اور روایت میں ہے کہ حضرت عائشہؓ نے رسول کیم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی کہ ”بھی قرآن پاک میں جہاد سے زیادہ فضیلت والا کوئی دوسرا عل نظر نہیں آتا پھر، حم بھی آپ کے ساتھ جہاد میں کیوں نہ شرکیک اور گھروالوں کو نصیحت کرتی تھیں کہ اتفاق و خیرات کو دیانت سوچتے وہ لوگ اخراجات کے بعد کچھ بے کوتیک اور خیریہ کر دیے تو اس کا نقدان بھی نہیں ہو گا“ ۲۶۱ھ فاطمہ بنت منذر کہتی ہیں ”کبھی دوہ بیمار ہوں تو اپنے پاس جو غلام ہوتے انھیں آزاد کر دیتی تھیں“ ۲۶۲ھ۔ غرض رسول کیم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ راسماںت ابو بکرؓ کو جو نصیحت، اتفاق و خیرات کے لیے فرمان تھی، اس پر بدل دجات آخری سانس تک عل پیرار ہیں اور اپنی اولاد اور گھروالوں کو بھی اس کی تلقین و ترغیب دیتی رہیں۔

تھا ۲۵۷ء "ام المؤمنین حضرت سودہ بنت زمعہ کو حضرت عمر نے درہنوں سے بھرا ہوا ایک سخیلا بھجوایا جب ان کے یہاں یہ سخیلا پہنچا تو انہوں نے پوچھا "اس میں کیا ہے؟" بتایا گیا کہ "درہم ہیں" تو انہوں نے کہا کہ "مکحور کی طرح درہم بھر گئے ہیں؟" پھر ایک لڑکی سے ایک طلاق منگوایا اور اسی سے وہ تمام رقم تقسیم کرادی ۲۵۸ء۔ حضرت اسماء بنت ابو بکرؓ کے متعلق محمد بن مسئلہؓ رضی کہتے ہیں "وہ طبیعت کی سختی تھیں" ۲۵۹ء۔ ابوالزین بخاریؓ کے متعلق کہتے ہیں "وہ کل کے لیے پچھو اٹھا کر نہیں رکھتی تھیں۔ جو پچھا اٹھ آتا ہے اسی وقت خرچ (تقسیم) کر دیتی تھیں" ۲۶۰ء۔ حضرت اسماء بنت ابو بکرؓ رضیؓ کے حوالے میں فرمایا گیا ہے "رسول کریم نے ارتشار فرمایا" ہمیں تم لوگوں کے لیے سب فضیلت والا اور خوبصورت جہاد، حج بیت اللہ یعنی حج مجبور ہے ۲۶۱ء "(جو خدا کے لیے کیا گیا ہو)" ۲۶۲ء حضرت ابو ہریرہؓ رضی کہتے ہیں کہ "رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آپ کی ازویج مطہرات نے بھی حج کیا تھا۔ آپ کے بعد حضرت سودہؓ نے حج نہیں کیا (مگر) دوسری ازداج، حج کو جایا کرتی تھیں" ۲۶۳ء جدت الوداع میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں کئی ہزار صحابہ کرام نے فریضہ حج ادا کیا تھا۔ اس میں صحابیا کی بھی بڑی تعداد شما می ہونا قیاس کیا جاسکتا ہے۔ ان کے جذبہ اور شوق کا یہ حال تھا کہ بیمار و حامل احمد بیجہ والیاں

عامیان

بروفیسر مژاکٹر این ائمہ دشیرا پنجاد نیا آپ پیدا کرنے کی ایک روش
شاں کی جیت رکھتے ہیں۔ سیا لکوٹ کے ایک متوسط گھرانے میں پیدا
ہوتے اور انھیں علم کا پیاس بھملنے اور ترقی کی شاہراہ پر آگے ٹرھنے
کے لیے ان گنت آزمائشوں اور مصیتوں کا سامنا کرنا پڑتا۔ وہ مسلسل
دیافت اور عزم پیغم کے ذریعے عربی لزوجہ میں ڈاکٹریت کرنے میں
کامیاب ہو گے۔ اردو، فارسی اور عربی زبانوں کے علاوہ ترکی میں بھی بمارت
حاصل کی۔ گھری علیت، پاکیزگی اور دیات داری کے بل بوتے پر یونیورسٹیوں
اور تھیٹی اداروں میں احترام کی نگاہ میں دیکھ کے اور ایک سند کی
جیت اختیار کر گے۔ ان کی ذہنی اور اخلاقی تربیت میں ان کی والدہ نے
مرکبی کردار ادا کیا تھا۔ ان کی عظمت کا حال پروفیسر صاحب اور ان کے برادر
عمیم عزت ائمہ دشیر کی زبانی سینے۔

ماں سب کا چھوپتی ہوئے مگر میری رہ کر دسویں کو کھلانے پلانے والی اور

اماں سب کے چھپتیں نہایت مہربان بہت حابرد شاکر۔

محبیت ہمارے گھر کے تمام افراد شفیق غریب میمع غریب پر دوسرا کی خدمت کے دینی مزاج کی استواری میں ہماری ایسا ہوتا کہ کے لیے ہر وقت تیار سب کی خدمت گزار، ائمہ تعالیٰ سے بہت درست و ای دیندار تجدیح گزار، منکر مزاج خود بھوکی سے دیکھا کر وہ نماز روزے کی سمجھا سے پسند تھیں۔ عجیب درویشانہ صفات کی

پا بند اور خوف خدار کھنڈ ای سمجھا تھیں روزے کی اس تدریپ پا بندی کرتیں کہ آنزوی عزیں کرداری کے باوجود کبھی روزہ قضا نہیں کیا بلکہ عید الفطر کے بعد شوال کے چھوڑے بھی سیمہ یا قاعدگی سے رکھتیں قرآن مجید کی تلاوت ان کے روزہ زندگی کے اہم معمولات میں سے تھا وہ خوب باقاعدگی سے تلاوت کلام پاک کرتیں بلکہ دوسروں کو بھی تلاوت کرنے تلقین کرتیں۔ محلہ کی کئی بچیاں ان کی شاگرد تھیں۔

اماں نے سیمہ نرم خونی، نرم طبعی اور نکر مزاج کو اپنا شعار بنایا۔ وہ لڑائی جھگڑے سے دور رہتیں کی جیسے زیادتی کی تو ہماری ایساں بدل لیتے کے جملے درگز سے کام یا۔ وہ سب کی نیز خواہ تھیں۔ ہر کجا کیلے دعا گو۔ وہ پورے خاندان کی خدام تھیں۔ دوسروں کے ساتھ دکھ درد میں شریک۔ کبھی کوئی بیمار پڑا اور اسپتال میں داخلہ کی ذہنی تو مستقل تیار دادی کے لیے قرعہ فال ہماری اماں کے نام نکلا اور انھوں نے یہ ذمہ داری بڑی جاہیز سوی

کے ساتھ بھائی۔

اماں خود کھانا پکا تیں اور سب افراد

کو دستخوان پر بٹھا کر کھلاتیں مگر فوڈ بے آنزوں میں کھاتیں کئی مرتبہ ایسا ہوتا کہ دوچھپے پر اکتفا کرتیں وہ بہت فناخت پسند تھیں۔ عجیب درویشانہ صفات کی

نفل پڑھتی رہیں گی اسے مگر انھوں نے ائمہ کے حضور سیری نیزت طلب کو اپنی پختہ عادت بنارکھا تھا۔

اماں اپنے تراہت داروں کا بہت خجال دھیتیں سب کے ساتھ ان کے روایت گھر سے تھے۔ ہمہ ساس کی لڑائی ہمارے معاشرے میں خاصی شہرت دھتی ہے مگر میری اماں اپنی بھوؤں کے لیے روت دشقت کا جنم تھیں۔ ہمارے دشتر داروں میں اماں کو ایک متالی ساس کے طور پر بیش کیا جاتا تھا وہ اپنی بھوؤں کو اپنی بیسان سمجھتی تھیں اور انھیں ماں کا پیار دیتیں۔ وہ کہا کرتی تھیں "بھو کو کبھی برا نہیں کہنا چاہیے۔ بھو گھر کی عزت ہوتی ہے" غاباً۔ ۱۹۵۴ء کی بات ہے جو گھر یلوے ہائی اسکول سکھ میں عویٰ کے ساتھ اے تقریباً پرانے ملادیں نے اماں کو بتایا اس زمانے میں ایتھری تخلوہ اور الاونس تو رہب ہر اکتی تھی میں اس کی ضرورت بھی تخلوہ اماں نے پوچھا۔ سکھ کتنی درست ہے میں نہ کہا۔ کوچی سے تعریباً آمدے راستے یہاں سے بکھنے لگیں۔ چھوڑ دیکھاں اتنی درجاؤ گے؛ پھر سال چو ماہ بعد ہی ملا کو گھر پر ارادل نہیں مانتا۔ ائمہ سیاں کوئی اور راستہ نکال دیں گے۔ اب سوچتا ہوں سکھ چلا جاتا تو شاید زندگی کے وہ مدارج طنز کو پاتا جا۔ ائمہ تعالیٰ نے مجھے عطا فرمائے۔

صاحب دوسری جنگ عظیم کے دوران ملیا اور سنگاپور میں مقیم رہے۔ اماں ان کے لیے سراپا دعا بنی رہیں اور ان کی یاد اپنی ہر محبتے تاب رکھتے دوسرے کے بغیر کہرے پہنچنے ہوں۔ وہ بھی سیمہ ابھی اور صاف تھرے کہرے پہنچنے اسی کے لیے کہرے بھی اسی کے دل رفتار تھے۔ بھائی صاحب کا پہلا تقدیم قسام پاکتائی پہلے عکسِ ذاک میں ریاست کشیر کے علاقے پوچھیں ہوا اس زمانے میں ذرا لئے آمد و رفت بہت محدود اور سست رفتار تھے۔ بھائی صاحب گھر سے دوازہ ہوئے تو کوئی دن تک ان کی خبریت کی خبر نہیں اماں بھتے قرار اور بے تاب دہیں ردد کر بر اعمال کو بیساہ پرست مصلح پر بیٹھی ان کی نیز و فلاخ کی دعا میں کوتی رہتیں۔

یہ سدا کا آزادہ گردہ ہوں۔ سیا لکوٹ ہی میں یہ عادت پختہ ہو چکی تھی۔ بیخاب یونیورسٹی میں تقدیر ہوا تو شروع کے کئی سال ہمارا یام شاہد رہے میں دہا۔ الطاف حسن فرشتی اسرا ائمہ صدیقی، فضل سید بدیشاں بہت محبوب تھے، خصوصاً حصمت ائمہ مرحوم اور کمی اذکر دستوں کے ساتھ لاحور میں گھومنے پھرنا اور رات کو دیر پکارتے ہیں اپنی یہیت پیار تھا۔ اس کی تربیت اماں نے اپنے بیٹوں سے بھی بھی گھر پختہ اماں کو سر ہے سبود پایا۔ وہ نماز پڑھ کر کہ دو کسی کو اجازت نہیں دیتی تھیں کو صطفیٰ پر ہاتھ اٹھا کے۔

اماں سب کے لیے سراپا شفقت تھیں ستائے ہوئے تھاری بخیریت و اپنی کیلے یہ وہ وقت دست برد عا اور اسٹرے کے حضور گذاگوا کر خیرو عافیت کی دعا میں کرنے والی ہمارے بڑے بھائی کرام ائمہ ہر روز کی عادت ہے۔ آپ کب تک

یہ سب بچہ اماں کی دعاؤں کا نتیجہ تھا۔
دِمْحَا اَللّٰهُ تَعَالٰى۔
ایک اور شخصیت جس نے مجھے بچپن ہی
سے بہت متاثر کیا وہ میری بڑی بھوپالی تھیں
جو بڑی عالم و فاضل تھیں اور وہ نی تعلیم
کی تردید میں ان کی خدمات برٹی بھوپال
تھیں انہوں نے زندگی بھر خواتین میں عطا
و نصیحت کا سلسلہ جاری رکھا اور بے شمار
خواہیں اور بچیوں نے انکے دینی تعلیمات
حاصل کیں ان کا گھر ایک درس گاہ تھا
جہاں اولاد کیان قرآن مجید کی تعلیم حاصل کریں
اس گھر میں جمعۃ المبارک کے دن خواتین
کی ایک بڑی تعداد جمع ہوتی اور یہ سب
مل کر خانہ جواد اکر تھیں اور دینی اور
سائل پر گفتگو ہوتی۔

ان کی عزت کرتے اور کوئی شخص ان کے
سامنے اوپنی آواز سے بات نہ کر سکتا
تمحاجی کرنے کے لئے بھائی بھی انھیں
آپنا بھی کہہ کر خطاب کرتے۔
نعت غیر ترقیہ کے طور پر تعلیم کرنا بڑے کام
ہماری ماں خود تو نافذہ قرآن حکیم ہی تک
تعلیم حاصل کر پائیں مگر اولاد کو اعلیٰ تعلیم باقاعدہ
دیکھنا چاہتی تھیں۔ میں نے جب اپنے چھوٹے
بھائی اب پروفیسر اکٹر این ائمۃ و شیرا کو
درودیں صفت حضرت مولانا محمد علی صدیقی
صاحب کی خواہش پرستقلائی کے پاس
چھوڑنے کی اجازت چاہی تو مامتا پر بہت
ایگوں گزری، سنبھلی کی بنا پر اپنے تو
ایک محترم استاد کی حیثیت سے جلتے
تھے ان کی ذفات علاقے بھر کے لیے
بچہ ہنوز روشنی سالی سب دہرو صفر
گائے کے دودھ پر اکتفا کرتا تھا۔ تاہم
بمحانتے بھانے پر مالانے دینی تعلیم کی
فاطر یہ جدا ہی جو اگرچہ ہفتہ بھر کی ہو اکر قی
تحمی خذہ پیشانی سے قبول کری۔ وہ شروع
عطافرمائے وہ جھے بہت یاد آتی رہی۔
(ڈاکٹر این ائمۃ و شیر)

بچھے سب ہے یاد فرازدا...
اعلیٰ نونہ تھیں سپید لباس زیب تن
کوئی میں اور تمام افراد خانہ کو پاکیزگی اور
جادوں کا درس دیتیں رات کو بچے جب
تک پاؤں نزد ھولیتے انھیں کرے میں
داخل ہونے اور بستر میں جانے کی
اجارت نہ ہوتی۔ ان کا یہ حکم سرد یوں
کی خنک راتوں میں بھی بجالا یا جاتا۔ وہ
نعل و ضبط کی طریقہ سنتے قائل تھیں اور
کسی کو ان کے حکم سے سرتاہی کی جرأت
نہ ہوتی۔ وہ بڑے رعیت داب دا لی
خاتون تھیں سارے خاندان کے لوگ
نامن میوان تھے۔

راد بچھلے میں برس سے مدینہ طیبہ میں ہنوز
مقیم ہے) اس نے پہلی بھی فرصت میں
دادا دادی کو مکہ مکرانہ بلواریا استر بان
جا پس اس خالق کا نہات پر کر والدین کی
موجوں دگی ہی میں یہ نعمتی بھی عمر کی سعادت
پلنے جائز مقدس پیغام گیا۔ پھر اسے حلالات
روزنا ہوئے کہ اہلہ لطیف بعیادہ
یرزق من دشائے بغیر حساب
کے مصاقی جامعہ امام القری میں اس ناچیز
کی روزی کے اسباب پیدا ہو گئے جو
عوصدہ میں برس پر بھیت ہیں دیکھی نہیں بلکہ مکہ
مکرانہ میں شانوی گھر بھی نصیب ہو گیا اور
والدین کی اولاد میں سے چھوٹے سے چھوٹے
بچے کو بھی الحرمین الشریفین میں حاضری کی
سعادتیں تنصیب ہوئیں۔

سبحان اللہ اس حقیقت افروز واقعے
کو والدہ محترمہ کی چشمی گوئی پر استدلال
کروں یا ان کی دعاؤں کا کمال اعجاز؟ یہ میں
بیکھرے ہی سوچتا رہتا ہوں۔
چلتے چلتے یاد پڑا ذکر ارشاد راجح التزلیف
نافل اعلیٰ امام القری میسے مہربان خاص تھے
کبھی بھار جوان سے ملاقات کا شرف حاصل
ہوتا تو انسانی زندگی میں "ماں" کی شخصیت
پر ضرور گھر اشانی فرمایا کرتے تھے اور ساخت
بھرہ بیانات بحد ایک فخر یا بھروسہ کا نہیں تھا:

The Mother's shadow
Like a Honey of Bees

Specially in the Arabian desert
Just the green trees.

(ماں کا سایہ شہد کی طرح فرحت اور تسلیک
دیتا ہے جسے صحرائے عرب میں سربراہ فرحت!

باقیہ: عبادات
بکھرال ایضا ۲۵۳ میں ایضا بکھرال ایضا ۲۵۴ میں ایضا
بکھرال ایضا ۲۵۵ میں ایضا بکھرال اسلام النبلاء جلد ۲
۲۵۶ میں ایضا بکھرال طبقات ابن سعد جلد ۲ ۲۵۷ میں
ایضا بکھرال ایضا ۲۵۸ میں ایضا بکھرال ایضا ۲۵۹ میں
ایضا بکھرال ایضا ۲۶۰ میں ایضا بکھرال ایضا ۲۶۱ میں
ایضا بکھرال ایضا ۲۶۲ میں ایضا بکھرال ایضا ۲۶۳ میں
ایضا بکھرال ایضا ۲۶۴ میں ایضا بکھرال ایضا ۲۶۵ میں
ایضا بکھرال ایضا ۲۶۶ میں ایضا بکھرال ایضا ۲۶۷ میں
ایضا بکھرال ایضا ۲۶۸ میں ایضا بکھرال ایضا ۲۶۹ میں
ایضا بکھرال ایضا ۲۷۰ میں ایضا بکھرال ایضا ۲۷۱ میں
ایضا بکھرال ایضا ۲۷۲ میں ایضا بکھرال ایضا ۲۷۳ میں
ایضا بکھرال ایضا ۲۷۴ میں ایضا بکھرال ایضا ۲۷۵ میں
ایضا بکھرال ایضا ۲۷۶ میں ایضا بکھرال ایضا ۲۷۷ میں
ایضا بکھرال ایضا ۲۷۸ میں ایضا بکھرال ایضا ۲۷۹ میں
ایضا بکھرال ایضا ۲۸۰ میں ایضا بکھرال ایضا ۲۸۱ میں
ایضا بکھرال ایضا ۲۸۲ میں ایضا بکھرال ایضا ۲۸۳ میں
ایضا بکھرال ایضا ۲۸۴ میں ایضا بکھرال ایضا ۲۸۵ میں
ایضا بکھرال ایضا ۲۸۶ میں ایضا بکھرال ایضا ۲۸۷ میں
ایضا بکھرال ایضا ۲۸۸ میں ایضا بکھرال ایضا ۲۸۹ میں
ایضا بکھرال ایضا ۲۹۰ میں ایضا بکھرال ایضا ۲۹۱ میں
ایضا بکھرال ایضا ۲۹۲ میں ایضا بکھرال ایضا ۲۹۳ میں
ایضا بکھرال ایضا ۲۹۴ میں ایضا بکھرال ایضا ۲۹۵ میں
ایضا بکھرال ایضا ۲۹۶ میں ایضا بکھرال ایضا ۲۹۷ میں
ایضا بکھرال ایضا ۲۹۸ میں ایضا بکھرال ایضا ۲۹۹ میں
ایضا بکھرال ایضا ۲۱۰ میں ایضا بکھرال ایضا ۲۱۱ میں
ایضا بکھرال ایضا ۲۱۲ میں ایضا بکھرال ایضا ۲۱۳ میں
ایضا بکھرال ایضا ۲۱۴ میں ایضا بکھرال ایضا ۲۱۵ میں
ایضا بکھرال ایضا ۲۱۶ میں ایضا بکھرال ایضا ۲۱۷ میں
ایضا بکھرال ایضا ۲۱۸ میں ایضا بکھرال ایضا ۲۱۹ میں
ایضا بکھرال ایضا ۲۲۰ میں ایضا بکھرال ایضا ۲۲۱ میں
ایضا بکھرال ایضا ۲۲۲ میں ایضا بکھرال ایضا ۲۲۳ میں
ایضا بکھرال ایضا ۲۲۴ میں ایضا بکھرال ایضا ۲۲۵ میں
ایضا بکھرال ایضا ۲۲۶ میں ایضا بکھرال ایضا ۲۲۷ میں
ایضا بکھرال ایضا ۲۲۸ میں ایضا بکھرال ایضا ۲۲۹ میں
ایضا بکھرال ایضا ۲۲۱۰ میں ایضا بکھرال ایضا ۲۲۱۱ میں
ایضا بکھرال ایضا ۲۲۱۲ میں ایضا بکھرال ایضا ۲۲۱۳ میں
ایضا بکھرال ایضا ۲۲۱۴ میں ایضا بکھرال ایضا ۲۲۱۵ میں
ایضا بکھرال ایضا ۲۲۱۶ میں ایضا بکھرال ایضا ۲۲۱۷ میں
ایضا بکھرال ایضا ۲۲۱۸ میں ایضا بکھرال ایضا ۲۲۱۹ میں
ایضا بکھرال ایضا ۲۲۲۰ میں ایضا بکھرال ایضا ۲۲۲۱ میں
ایضا بکھرال ایضا ۲۲۲۲ میں ایضا بکھرال ایضا ۲۲۲۳ میں
ایضا بکھرال ایضا ۲۲۲۴ میں ایضا بکھرال ایضا ۲۲۲۵ میں
ایضا بکھرال ایضا ۲۲۲۶ میں ایضا بکھرال ایضا ۲۲۲۷ میں
ایضا بکھرال ایضا ۲۲۲۸ میں ایضا بکھرال ایضا ۲۲۲۹ میں
ایضا بکھرال ایضا ۲۲۳۰ میں ایضا بکھرال ایضا ۲۲۳۱ میں
ایضا بکھرال ایضا ۲۲۳۲ میں ایضا بکھرال ایضا ۲۲۳۳ میں
ایضا بکھرال ایضا ۲۲۳۴ میں ایضا بکھرال ایضا ۲۲۳۵ میں
ایضا بکھرال ایضا ۲۲۳۶ میں ایضا بکھرال ایضا ۲۲۳۷ میں
ایضا بکھرال ایضا ۲۲۳۸ میں ایضا بکھرال ایضا ۲۲۳۹ میں
ایضا بکھرال ایضا ۲۲۴۰ میں ایضا بکھرال ایضا ۲۲۴۱ میں
ایضا بکھرال ایضا ۲۲۴۲ میں ایضا بکھرال ایضا ۲۲۴۳ میں
ایضا بکھرال ایضا ۲۲۴۴ میں ایضا بکھرال ایضا ۲۲۴۵ میں
ایضا بکھرال ایضا ۲۲۴۶ میں ایضا بکھرال ایضا ۲۲۴۷ میں
ایضا بکھرال ایضا ۲۲۴۸ میں ایضا بکھرال ایضا ۲۲۴۹ میں
ایضا بکھرال ایضا ۲۲۴۱۰ میں ایضا بکھرال ایضا ۲۲۴۱۱ میں
ایضا بکھرال ایضا ۲۲۴۱۲ میں ایضا بکھرال ایضا ۲۲۴۱۳ میں
ایضا بکھرال ایضا ۲۲۴۱۴ میں ایضا بکھرال ایضا ۲۲۴۱۵ میں
ایضا بکھرال ایضا ۲۲۴۱۶ میں ایضا بکھرال ایضا ۲۲۴۱۷ میں
ایضا بکھرال ایضا ۲۲۴۱۸ میں ایضا بکھرال ایضا ۲۲۴۱۹ میں
ایضا بکھرال ایضا ۲۲۴۲۰ میں ایضا بکھرال ایضا ۲۲۴۲۱ میں
ایضا بکھرال ایضا ۲۲۴۲۲ میں ایضا بکھرال ایضا ۲۲۴۲۳ میں
ایضا بکھرال ایضا ۲۲۴۲۴ میں ایضا بکھرال ایضا ۲۲۴۲۵ میں
ایضا بکھرال ایضا ۲۲۴۲۶ میں ایضا بکھرال ایضا ۲۲۴۲۷ میں
ایضا بکھرال ایضا ۲۲۴۲۸ میں ایضا بکھرال ایضا ۲۲۴۲۹ میں
ایضا بکھرال ایضا ۲۲۴۳۰ میں ایضا بکھرال ایضا ۲۲۴۳۱ میں
ایضا بکھرال ایضا ۲۲۴۳۲ میں ایضا بکھرال ایضا ۲۲۴۳۳ میں
ایضا بکھرال ایضا ۲۲۴۳۴ میں ایضا بکھرال ایضا ۲۲۴۳۵ میں
ایضا بکھرال ایضا ۲۲۴۳۶ میں ایضا بکھرال ایضا ۲۲۴۳۷ میں
ایضا بکھرال ایضا ۲۲۴۳۸ میں ایضا بکھرال ایضا ۲۲۴۳۹ میں
ایضا بکھرال ایضا ۲۲۴۴۰ میں ایضا بکھرال ایضا ۲۲۴۴۱ میں
ایضا بکھرال ایضا ۲۲۴۴۲ میں ایضا بکھرال ایضا ۲۲۴۴۳ میں
ایضا بکھرال ایضا ۲۲۴۴۴ میں ایضا بکھرال ایضا ۲۲۴۴۵ میں
ایضا بکھرال ایضا ۲۲۴۴۶ میں ایضا بکھرال ایضا ۲۲۴۴۷ میں
ایضا بکھرال ایضا ۲۲۴۴۸ میں ایضا بکھرال ایضا ۲۲۴۴۹ میں
ایضا بکھرال ایضا ۲۲۴۴۱۰ میں ایضا بکھرال ایضا ۲۲۴۴۱۱ میں
ایضا بکھرال ایضا ۲۲۴۴۱۲ میں ایضا بکھرال ایضا ۲۲۴۴۱۳ میں
ایضا بکھرال ایضا ۲۲۴۴۱۴ میں ایضا بکھرال ایضا ۲۲۴۴۱۵ میں
ایضا بکھرال ایضا ۲۲۴۴۱۶ میں ایضا بکھرال ایضا ۲۲۴۴۱۷ میں
ایضا بکھرال ایضا ۲۲۴۴۱۸ میں ایضا بکھرال ایضا ۲۲۴۴۱۹ میں
ایضا بکھرال ایضا ۲۲۴۴۲۰ میں ایضا بکھرال ایضا ۲۲۴۴۲۱ میں
ایضا بکھرال ایضا ۲۲۴۴۲۲ میں ایضا بکھرال ایضا ۲۲۴۴۲۳ میں
ایضا بکھرال ایضا ۲۲۴۴۲۴ میں ایضا بکھرال ایضا ۲۲۴۴۲۵ میں
ایضا بکھرال ایضا ۲۲۴۴۲۶ میں ایضا بکھرال ایضا ۲۲۴۴۲۷ میں
ایضا بکھرال ایضا ۲۲۴۴۲۸ میں ایضا بکھرال ایضا ۲۲۴۴۲۹ میں
ایضا بکھرال ایضا ۲۲۴۴۳۰ میں ایضا بکھرال ایضا ۲۲۴۴۳۱ میں
ایضا بکھرال ایضا ۲۲۴۴۳۲ میں ایضا بکھرال ایضا ۲۲۴۴۳۳ میں
ایضا بکھرال ایضا ۲۲۴۴۳۴ میں ایضا بکھرال ایضا ۲۲۴۴۳۵ میں
ایضا بکھرال ایضا ۲۲۴۴۳۶ میں ایضا بکھرال ایضا ۲۲۴۴۳۷ میں
ایضا بکھرال ایضا ۲۲۴۴۳۸ میں ایضا بکھرال ایضا ۲۲۴۴۳۹ میں
ایضا بکھرال ایضا ۲۲۴۴۴۰ میں ایضا بکھرال ایضا ۲۲۴۴۴۱ میں
ایضا بکھرال ایضا ۲۲۴۴۴۲ میں ایضا بکھرال ایضا ۲۲۴۴۴۳ میں
ایضا بکھرال ایضا ۲۲۴۴۴۴ میں ایضا بکھرال ایضا ۲۲۴۴۴۵ میں
ایضا بکھرال ایضا ۲۲۴۴۴۶ میں ایضا بکھرال ایضا ۲۲۴۴۴۷ میں
ایضا بکھرال ایضا ۲۲۴۴۴۸ میں ایضا بکھرال ایضا ۲۲۴۴۴۹ میں
ایضا بکھرال ایضا ۲۲۴۴۴۱۰ میں ایضا بکھرال ایضا ۲۲۴۴۴۱۱ میں
ایضا بکھرال ایضا ۲۲۴۴۴۱۲ میں ایضا بکھرال ایضا ۲۲۴۴۴۱۳ میں
ایضا بکھرال ایضا ۲۲۴۴۴۱۴ میں ایضا بکھرال ایضا ۲۲۴۴۴۱۵ میں
ایضا بکھرال ایضا ۲۲۴۴۴۱۶ میں ایضا بکھرال ایضا ۲۲۴۴۴۱۷ میں
ایضا بکھرال ایضا ۲۲۴۴۴۱۸ میں ایضا بکھرال ایضا ۲۲۴۴۴۱۹ میں
ایضا بکھرال ایضا ۲۲۴۴۴۲۰ میں ایضا بکھرال ایضا ۲۲۴۴۴۲۱ میں
ایضا بکھرال ایضا ۲۲۴۴۴۲۲ میں ایضا بکھرال ایضا ۲۲۴۴۴۲۳ میں
ایضا بکھرال ایضا ۲۲۴۴۴۲۴ میں ایضا بکھرال ایضا ۲۲۴۴۴۲۵ میں
ایضا بکھرال ایضا ۲۲۴۴۴۲۶ میں ایضا بکھرال ایضا ۲۲۴۴۴۲۷ میں
ایضا بکھرال ایضا ۲۲۴۴۴۲۸ میں ایضا بکھرال ایضا ۲۲۴۴۴۲۹ میں
ایضا بکھرال ایضا ۲۲۴۴۴۳۰ میں ایضا بکھرال ایضا ۲۲۴۴۴۳۱ میں
ایضا بکھرال ایضا ۲۲۴۴۴۳۲ میں ایضا بکھرال ایضا ۲۲۴۴۴۳۳ میں
ایضا بکھرال ایضا ۲۲۴۴۴۳۴ میں ایضا بکھرال ایضا ۲۲۴۴۴۳۵ میں
ایضا بکھرال ایضا ۲۲۴۴۴۳۶ میں ایضا بکھرال ایضا ۲۲۴۴۴۳۷ میں
ایضا بکھرال ایضا ۲۲۴۴۴۳۸ میں ایضا بکھرال ایضا ۲۲۴۴۴۳۹ میں
ایضا بکھرال ایضا ۲۲۴۴۴۴۰ میں ایضا بکھرال ایضا ۲۲۴۴۴۴۱ میں
ایضا بکھرال ایضا ۲۲

الدعا

الدعا زندگی

ذو الفقار احمد نصف بندی

قدرت بالیکے جا پہنچتے کہ الگ کوئی آدمی
مرجانا تھا تو جس طرح دراثت کی چیزیں اس
کی اولاد کے نکاح میں آجائی تھیں اگر کسی
عورت کا خاوندوں ہو جاتا تو مکر کوہ سے
باہر ایک کال کوئھری میں اس عورت کو دو
سال کے لیے رکھا جاتا تھا۔ طہارت کے لیے
پانی اور دوسرا ضروریات زندگی بھی پوری
زندگی جاتی تھیں۔ اگر دو سال یہ حق کاٹ کر
بھی عورت بھی رہتی تو اس کا نہ کام کا لارکے
اسے مکر مکر میں پھرایا جاتا تھا۔ اس کے
بعد سے گھر میں اڑھنے کی اجازت دی جاتی
تھی۔ اب سوچئے تو کہی کہ خاوندو مر اپنی
 عمر کے حساب سے بھلا اسی میں بیوی کا کیا
قصور، مگر یہ نظلو مہ اتنی بے سبق کر پائے
تھی میں کوئی اواز بھی نہیں اٹھا سکتی تھی۔ ایسے
اچول میں جب کرچاروں طرف عورت کے
حقوق کو پامال کیا جا رہا ہے اشد تعالیٰ نے
اپنے پارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اسلام کی
نعمت د کر بھیجا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے
اک عورت کے مقام کو نکھارا، بتلایا کہ اے
لوگو! اگر یہ تحاری بیٹی ہے تو تحاری عورت
میں رکاوٹ سمجھا جاتا تھا۔ عورتوں کو تعلیم
دی جاتی تھی کہ کنواری (NUN) رہ کر
زندگی گزاریں جب کر دراہب بن کر رہنا
کی سماقی ہے اگر تحاری مانہے تو اس کے
اعزاز بھتتے تھے۔ جزیرہ عرب میں بیٹی
کا پیدا ہونا عارم سمجھا جاتا تھا۔ لہذا مان باب
خود اپنے بھنوں سے بیٹی کو زندگہ درگور
کر دیا کرتے تھے۔ عورت کے حقوق اسی
میں تصور تھا کہ زنا پاک بیدا کی گئی ہے اس

قدرت بالیکے جا پہنچتے کہ الگ کوئی آدمی
مرجانا تھا تو جس طرح دراثت کی چیزیں اس
کی اولاد کے نکاح میں آجائی تھیں اگر کسی
عورت کا خاوندوں ہو جاتا تو مکر کوہ سے
باہر ایک کال کوئھری میں اس عورت کو دو
سال کے لیے رکھا جاتا تھا۔ طہارت کے لیے
پانی اور دوسرا ضروریات زندگی بھی پوری
زندگی جاتی تھیں۔ اگر دو سال یہ حق کاٹ کر
بھی عورت بھی رہتی تو اس کا نہ کام کا لارکے
اسے مکر مکر میں پھرایا جاتا تھا۔ اس کے

یہ عبادت گاہوں سے اس کو دور رکھا جاتا

تھا اور عبادت کرنے کی اجازت نہیں دی جاتی

تھی۔ انڈیا کے ہندو ازام میں جس عورت کا خاوند

مرجانا تھا اس کو عاشرے میں زندگی

رہنے کے تابیل نہیں سمجھا جاتا تھا۔ اس

یہ ضروری تھا کہ وہ اپنے خاوند کی افسش کے

سامنے زندہ جل کر اپنے آپ کو غنم کر لے اگر

وہ تھی نہ ہوتی تو اس کو عاشرہ میں عزت

کی نگاہ سے نہیں دیکھا جاتا تھا۔ عیا ائمی

دنیا میں عورت کو عرفت الہی کے راستے

لے تو قبیلے کا سلام میں پہنچا افسس میں

عورت کے بارے میں یہ تصور تھا کہ آدھا

انسان ہے اسی لئے عاشرے کی تمام تراویوں

کا ذریعہ نہیں ہے۔ جیسا میں عورت کے بارے

میں یہ تصور تھا کہ اس میں شیطانی روح ہوتی

ہے لہذا یہ برائیوں کی طرف انسان کو دعوت

دری یہ جا بانی میں عورت کے بارے

کر دیا کرتے تھے۔ عورت کے حقوق اسی

خلاف معاشروں میں
عورت کی حیثیت

اندرواجی زندگی کے عنوان پر بات

کرتے ہوئے اس پس نظر کوہ میں رکھنا

ضروری ہو گا کہ اسلام سے پہلے دنیا کی مختلف

تہذیبوں اور مختلف معاشروں میں عورت کو

کیا مقام حاصل تھا۔ ساری سیخ عالم کا مطالعہ کیا

جائے تو یہ بات روز روشن کی طرح عیا ان

ہوتی ہے کہ اسلام سے پہلے زافس میں

عورت کے بارے میں یہ تصور تھا کہ آدھا

انسان ہے اسی لئے عاشرے کی تمام تراویوں

کا ذریعہ نہیں ہے۔ جیسا میں عورت کے بارے

میں یہ تصور تھا کہ اس میں شیطانی روح ہوتی

کا پیدا ہونا عارم سمجھا جاتا تھا۔ لہذا مان باب

خود اپنے بھنوں سے بیٹی کو زندگہ درگور

کر دیا کرتے تھے۔ عورت کے حقوق اسی

میں یہ تصور تھا کہ زنا پاک بیدا کی گئی ہے اس

ساختہ قرآنی کا سبق، یا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے
لیے یہاں اور اولادیں بنائیں۔ یہ بات
انہم انسانوں کے لئے کہ سب انبیاء کو کام
علیہ اسلام دینا کی دعوت کا مقدمہ نہیں
ادا کرنے کے لئے میوٹ ہوئے وہ مخفی
کو اپنے سے ملایا کرتے تھے مگر اولاد یا بیوی
انکے راستے کی رکاوٹ نہیں بنائی تھی تھی۔
گویا اس بات کو ESTABLISH کر دیا گی
کہ ازدواجی زندگی سے خارج و معاشرہ
حقوق کی ادا یعنی گئے فراہم ہے۔

نکاح آدھا ایسا ہے

حدیث پاک میں ہے۔ انشکاح نصف

الایمان۔ نکاح تو ادھا ایمان ہے، ایک

کنوارہ آدمی خواہ کتنا ہی نیک کیوں نہ ہو

جلد وہ ایمان کے کامل رہتے کو نہیں

پہنچ سکتا جب تک وہ ازدواجی زندگی

نیں داخل ہو کر ان حقوق و فرائض کو ادا کرے

تھے۔ تک اس کا ایمان مکمل نہیں ہو سکتا

اسی لئے جس لڑکے کی شادی نہ ہو اور وہ

جو ان المعر ہو حدیث میں اس کو مسکین کہا

گیا ہے جس لڑکی کی شادی نہ ہو اور وہ جو ان

المعر ہو حدیث میں اس کو مسکینہ کہا گیا ہے

گویا یہ لوگ قابلِ رحم ہیں، المعر کے اس

حصے میں بھکرہ ازدواجی زندگی گزارنے سے

محروم ہیں۔

بلج و صیغہ

حضرت علی فرمادا کرتے تھے کہ بخیر میرے

ساختہ قرآنی کا سبق، یا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
کہ دل ہوں گے میں نکاح من صفتی نکاح
میری سنت ہے، پھر فرمایا فرض من درغب
عن سنتی فلیس میتی جو میری سنت کے
اوپر کرے وہ میری امت میں سے نہیں
ہے، آپ اندازہ لگا سکتے ہیں اس کی
اہمیت پر اس سے زیادہ اور کیسا زور
دیا جا سکتا تھا۔

انبیاء کو کم سنتیں

ترندی شریف کی روایت ہے کہ چار

پہنچیں سنن الرسلین یعنی انبیاء اعلیٰ اسلام

کی سنتیں ہیں۔

۱۱، الحباء، جیادا ریلی یعنی تمام انبیاء

علیہم السلام با جایا ہو اکتے تھے۔

۱۲، دل المتعطر، یعنی تمام انبیاء، علیہم السلام

خوبصورت کا استعمال کیا کرتے تھے۔

۱۳، والسوال، یعنی تمام انبیاء، علیہم السلام

کیا کرتے تھے۔

۱۴، والنکاح، یعنی تمام انبیاء، علیہم السلام

ازدواجی زندگی پر کیا کرتے تھے۔

تو یہ چار پہنچیں سنت انبیاء، علیہم السلام

کھلاتی ہیں۔ قرآن پاک میں ارشاد باری

تعالیٰ ہے:

وَهَذَا إِذْ أَنْتَ رَسُولُ اللّٰهِ مِنْ أَنْكَارَهُ

لَهُمْ أَذْوَاجٌ وَذُرِّيَّةٌ

مِنْ أَنْفُسِهِمْ ۝

آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے کہتے ہی

کی معرفت نصیب ہو گئی۔ گویا اسلام نے

ازدواجی زندگی کی اہمیت

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عورت کی کھوٹی

ہوئی عزت کو داہیں دلایا اور بتلایا لا وجہ جانیہ

فی الاسلام، کہ اسلام تردد ہیا نہیں

کا سبق نہیں دیا بلکہ دو ٹوک انفالات میں

و اخراج کیا کہ اگر عورت کے ساتھ تم ازدواجی

زندگی گز اڑو گے تو یہ اہمیت کی معرفت کے

راستے میں اڑ کا ووٹ نہیں بننے کی بندھ تھاری

حمد و معاون بننے کی۔ اسلام نے یہ و اخراج

کیا کہ راہب بن کر جنگلوں اور غاروں میں

جانتے کی ضرورت نہیں بلکہ اہمیت تعالیٰ کو جو

د راستہ جاتا ہے دہان جنگلوں اور غاروں

سے ہو کر نہیں جاتا، ان گلی کو چوں، بازاروں

سے ہو کر جاتا ہے یعنی اسی معاشرہ سے

یہاں ہو گے اور جو حقوق تم پر عائد ہوئے

میں انھیں پورا کر گے تو مجھیں اہمیت تعالیٰ

کے حقوق اسی معاشرہ سے پہلے کہتے ہی

کے حقوق ہیں۔

اسلام میں عورت کا مقام

وہ لوگ جا پنچیں بیٹیوں کو زندگہ درگور

میں یہ تصور تھا کہ زنا پاک بیدا کی گئی ہے اس

محبوب خاتم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے
پانچ چیزوں میں جلدی کرنے کی دعیت فرمائی:

جس کا کھلیئے اس کے گیت گلیئے۔ رسیں
نہ ہوتا شریعت نہ کہا اگر تم چلہتے ہو کر
اکٹھے رہو تو تھیں اس کی ذمہ داریاں بھی اتحادی
ذکر کرنے والا دل یعنی جس دل میں
اللہ کی یاد رہتی ہو وہ نعمت عظیمی ہے۔

(۱) عجلوا بالصلوٰۃ قبل الوفوٰ
تم نماز کے نعمت ہونے سے ہے
اسے ادا کرو۔

(۲) عجلوا بالتوہبہ قبل الموت
مرت سے پہلے تو بکنے میں جلدی کرو۔

(۳) جب کوئی آدمی مرحابے تو اس کے
کفن دن میں جلدی کرو۔

(۴) بخمارے سر پر قرضہ ہو تو اس کے
ادا کرنے میں جلدی کرو۔

(۵) جب بیٹی یا بیٹے کے لیے کوئی مناب
رشتہ مل جائے تو اس کے نکاح کرنے میں
جلدی کرو۔

خوش قسمت انسان

یہ ایک مسلم حقیقت ہے کہ جس کی
کو اچھا جیوں ساتھی مل جائے تو وہ یقیناً
خوش قسمت انسان ہے جو حضرت علی کرم اہل
دین کی عجیب ہات فرمایا کرتے تھے کہ جس
انسان کو پانچ چیزوں مل جائیں وہ اپنے
آپ کو دنیا کا خوش قسمت انسان سمجھے۔

(۱) شکر کرنے والی زبان یہ اللہ تعالیٰ
کی بڑی نعمت ہے۔ آج تو اکثر لوگوں کا یہ
حال ہے کہ اللہ تعالیٰ کی فرمیں کھلتے کھلتے
دان تک جلتے ہیں مگر اس کا شکر ادا کرنے
کرتے زبان نہیں گھستی بل مشہور ہے کہ

زر کھجی اس کی ذمہ داری اٹھلنے والا کوئی
نہ ہوتا شریعت نہ کہا اگر تم چلہتے ہو کر
اکٹھے رہو تو تھیں اس کی ذمہ داریاں بھی اتحادی
پڑھے۔

اہمیت حق مر

نکاح ایک معاملہ ہے جو بیان اور بیوی
میں طے پاتا ہے اس معاملے میں اگر کوئی
مثل مشہور ہے وطن کی آدمی پر دیس کی
ساری پچھلی رابرہ نہیں ہوتا۔

(۱) ہر فاطمی: یعنی سیدہ فاطمۃ الزہرا
یا سیدہ عائشہ صدیقہؓ کو جو نبی علیہ السلام
نے ادا فرمایا اس مہر کو اگر باندھ لیا جائے
تو یہ بھی سنت ہے۔

(۲) ہر مثل: بڑی کے قریبی رشتہ داروں
میں عام طور پر لڑکوں کا جو مہر رکھا جائے
اس کو ہر مثل کہا جاتا ہے۔ ان کے برابر
اس کا بھی مہر باندھا جائے یہ بھی سنت ہے۔

(۳) اُٹکی کی یاتات و داشمندی نیکی
اور شرافت کو سامنے رکھتے ہوئے اس
سے سخ کیا گیا ہے سنت یہ ہے کہ جمعہ
کا دن ہو، جمعہ کے مجمع میں نکاح کرے یا
کوئی اور بڑی GATHERING (OPTIONS)
وقت نکاح کرے دوستوں اور رشتہ داروں
دیا، میں اب مرد کو چاہیئے کروہ اپنے لیے
بہترابشن (۷۱۵۶) ڈھونٹ۔

نکاح کے وقت حق مہر قدر کرنے
ہوئے دو باتیں کرتے ہیں کہ مہر معقول ہو گا
یا موہل ہو گا۔ مجلت کا لفظ آپ نے پڑھا
ہو گا جلت کا مطلب ہے جلدی (تو اربع)

نکاح کی تشریف

شریعت نے نکاح کی تشریف کرنے کا
حکم دیا ہے افسوس نکاح جیسکے
نکاح کی تشریف کرو، چپک کے نکاح کرنے
کے سخ کیا گیا ہے سنت یہ ہے کہ جمعہ
کا دن ہو، جمعہ کے مجمع میں نکاح کرے یا
کوئی اور بڑی GATHERING (OPTIONS)
وقت نکاح کرے دوستوں اور رشتہ داروں
دیا، میں اب مرد کو چاہیئے کروہ اپنے لیے
بہترابشن (۷۱۵۶) ڈھونٹ۔

شادی شدہ کیلئے اجر زیادہ

جب انسان شادی اشده بن جاتا ہے
تو اس اللہ تعالیٰ کی عبادات کا اجر بڑھا

اس کے مال کا مطلب ہے جلدی ادا کرنا گویا
جوں ۱۹۹۶ء

یہ سونی صدقی بات ہے کہ جہاں نکاح
نہیں ہو گا وہاں زنا ہو گا اس لیے شریعت
نے نکاح کی اہمیت کو واضح کیا ہے آج
تو اندھی بندی اب رونے کا کیاف امداد
شریعہ شریف نے نکاح کو ایک معاملہ کہا
کرتے ہیں اور نکاح کرنے سے فرار اختیار
کر کے ہیں آپ دیکھیے وہاں انخوں نے گناہوں
کے دروانے اپنے اپنی سادگی میں مارے
شریعہ شریف نے اس بات کو ناپسند کیا کہ
انسان گناہوں بھری ازندگی گزارے اس
ہی دو خدالے کے بندوں اپنچا اس کافی نہیں کیونکہ
یہ کہا گیا اکثر مہر کو دعا کر تھیں اپنے آپ
کو پاک باز رکھنا اسان ہو جائے اگر نکاح
کا حکم نہ دیا جاتا تو مرد عورت سے کھیلنا اپنی
عیب نہ سمجھو، اگر تم سمجھتے ہو کہ کوئی بات نکاح
سے پہلے طور پر لینا بہتر ہے تو شریعت نے

حدیث پاک میں آتلے بے امام سخاریؓ
حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت نقل کرنے
میں، تنکھ المراة لاربع عورت سے چار
دوجہات سے نکاح کیا جاتا ہے
لماںہاد لحسبہا د لجمالہا
دل دینہا ناظفہریذات الدین
ستہیت بیداک

اول مال کی وجہ سے نکاح کیا جاتا ہے
کہ کوئی مالدار گھرانہ ہو تو لوگ نکاح کا
ویخان سمجھتے ہیں کہ چلو کار و بار رہی کہ دا
دیں گے جیزیں کوئی گھر لے دیں گا در

کار تو کیمیں گئی، یہ نہیں تو فرمایا الملاسہا،
اس کے مال کی وجہ سے نکاح

کرتے ہیں ایسے خادم جنہیں ولدینہا اس کی نسبتی اور دینداری کی وجہ سے نکاح کیا جاتا ہے تو فرمایا کہ میں تھیں اس بات کی صحیحت کرتا ہوں کہ تم اپنے نیلے دین کی بنیاد پر رشتہوں کو تلاش کر دے۔

جب بنیاد ہی مکرور ہو گی تو زندگی کے بچھے گی جس نے فقط خوبصورتی کو دیکھا تو بتائیے شکل کی خوبصورتی کئے دن رہتی ہے۔ یہ چند سال کی بات ہوتی ہے جو انہیں توہینیں رہتی جس کی بنیاد ہی مکرور ہو گی اس پر بننے والا گھر جی مکرور ہو گا جو شاخ نازک پر آشنا بنے گا اپنے اپنے دل کی وجہ سے نکاح ہو گا جھگٹے کھڑے ہوں گے تو شریعت نے اس بات کا تعلیم دی کہ نکاح کا مقصد یہ ہو کر میں پاکبازی کی زندگی گزرا رہو گا جب مقصد یہ ہو گا تو اس مقصد کی وجہ سے گھر آباد ہو جائیں گے اب ماجسم کی روایت ہے۔

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کے تقویٰ کے بعد انسان جس چیز سے سب سے زیادہ فائدہ ہے؛ ایسی کوئی قیمت نہیں ہوا۔ حضرت اٹھاتا ہے خیر لہ من ذوجہ صالحة وہ کوئی پیز نہیں مگر نیک بیوی اب بیویوں کی صفات بتائیں گے کہ بیوی ایسی ہوتی چاہیے۔ ادا امرها اطاعۃ کے اگر کسی بات کا حکم دیا جائے تو اس کی اطاعت کرے وادی نظر الیہ دیکھ کے حضرت علیؑ مخالف میں واپس تشریف لائے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری اہمیت نے دنیا کی بہترین عورت کوئی ایسی صورت پوکر وہ اس کے لیے قسم

سب سے تمنی متعال نیک بیوی ہے۔ گویا تو اس کو پورا کر دے وادی نفایت کے وہ بچھے نصحتی نفسہ امام اللہ اور اگر وہ بیوی سے کچھ وقت کے لیے دور چلا جائے تو بیوی اس کے مال اور اپنی عزت و آبرو کے معاملے میں خیانت نہ کرے یہ نیک بیوی کی صفات بتائی گیں۔

دنیا کی بہترین عورت

ایک ترہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی محفل میں ایک بات چلی کہ دنیا کی عورتوں میں سے بہتر عورت کون کیا ہے۔ کہا سے کوئی صفت بتائی اور کسی نے کوئی صفت نہ سمجھی۔ یہ ہو کر میں پاکبازی کی زندگی گزرا رہو گا جب مقصد یہ ہو گا تو اس مقصد کی وجہ سے گھر آباد ہو جائیں گے اب ماجسم کی روایت ہے۔

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کے تقویٰ کے بعد انسان جس چیز سے سب سے زیادہ فائدہ ہے؛ ایسی کوئی قیمت نہیں ہوا۔ حضرت اٹھاتا ہے خیر لہ من ذوجہ صالحة وہ کوئی پیز نہیں مگر نیک بیوی اب بیویوں کی صفات بتائیں گے کہ بیوی ایسی ہوتی چاہیے۔ ادا امرها اطاعۃ کے اگر کسی بات کا حکم دیا جائے تو اس کی اطاعت کرے وادی نظر الیہ دیکھ کے حضرت علیؑ مخالف میں واپس تشریف لائے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری اہمیت نے دنیا کی بہترین عورت

کی پہچان بتائی جو نہ خود کسی غیر محروم کو دیکھے اس کے لیے دو مشاہد کافی ہیں جو ہمیں رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے یہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فاطمۃ بضعۃ منی رفاقت نہ تو میر جگر کا کی تھیں۔ دیکھئے تھی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیوی کے لیے کیسے داماد کو پسند ملکا ہے۔

اچھی بیوی کی صفات

چھرے پر جیا ہو۔ یہ بات بنیاد کی جیشیت رکھتی ہے کہ بسی عورت کے چھرے پر جیا ہوا سکا دل بھی جیل سے بریز ہو گا شل مشہور ہے چہرہ انسان کے دل کا آئینہ دار ہوتا ہے Face is the index of mind

تھے سب سے بڑی بات اللہ تعالیٰ نے علم اتنا عطا کیا کہ علم کے بخوبی پیدا کنار صدقیت کا قول ہے کہ مردوں میں بھی جیا بہتر ہے۔ دوسری صفت فرمایا جس کی زبان میں شیر نہیں ہو سکتی جو بولے تو کا توں میں رس گھولے، یہ نہ ہو کہ ہر وقت خاوند کو جلی کی ساقی رہے یا بچوں کو بات معاشرے میں عزت کا نقام تھا۔ اسلام بات پر جھپٹتی رہے۔ تیسرا صفت یہ لانے سے پہلے بھی معاشرے کے عزز کہ اس کے دل میں نیکی ہو، چونکی صفت یہ کہ اس کے ہاتھ کام کا ج میں مصرف رہیں۔ یہ خوبیاں جس عورت میں ہوں یقیناً وہ بہتر ہے۔ بیوی کی جیشیت سے سے تو انہی کے فرشتے بھی جا گئے۔

اچھے خاوند کی صفات

آئیے اب کتاب دست کی روشنی شالیں پیش کر دیں۔ اسے ستر تالیں میں خاوند کی صفات کا جائزہ لیں۔

ایک بات ذہن میں ریکھے کہ اگر اپنی

کی خوبیوں میں سے ایک بڑی خوبی یہ ہے کہ اس میں تحمل مزاجی ہو کیوں؟ کیونکہ وہ کھکھلا سربراہ ہوتا ہے جس ادارے کا سربراہ ہی بات پر بگڑ جائے وہ ادارہ تو ہر نیک رہنگر مزور ہو گا اس کی کاڑی اپنیں پل سکتی۔ اس لیے اس ادارے فرمایا گا اور رجال علیہن درجہ افسوس کا افسوس کیا جائے اور اس ادارے کو محروم کر دیجئے۔ اس ادارے کی مانند ہے اور عورت کی مثال ملکہ کی مانند المذاہر میں تحمل مزاجی اور برباری کا ہوتا انتہائی ضروری ہے۔ آپ نے دیکھا ہو گا کہ جب یہ تحمل اور برباری ہیں سوتی تو جو چونی چھوٹی چھوٹی با توں پر نوک جو نک پوتھے ہے بھجوںی ایسیں بھیے یہ بڑن ایسے دکھنا تھا ایسے کیوں ہے؟ کھلنے میں نکل کیوں کم ہے؟ یہ روشنی تھتھڈا کیوں آگئی گرم آن چلہیے تھی؟ یہ نہ اس کام ایسے کیوں ہوا؟ بیوی بیجاری کھر کے کام کا ج کر کر تھکی پڑی ہو تو کھجور کوئی کر کلے زبان سے زنکلیں گے مگر تنقید کی بات جہاں اتحاد گئی تعمید کا ہوتا تو بہت مزوری کسجا جاتا ہے۔ وہ مرد جس میں تحمل نہیں ہوتا ان کی ازدواجی زندگی کی کاڑی راستے میں کیس زکھی کھڑی ہو جاتی ہے کئی کمی کی بات پر میاں بیوی میں سردی گھری ہوئی تو میاں لئے فرما کھلاؤ کھلاؤ ہیں دنیا میں کمیں اور نہیں مل سکتیں خاوند جون ۱۹۹۶ء

کے گولے داغ دیے۔ پچھلے سال کی بات
بہے کنیقہ رسول میں تھا، وہاں ایک
فوجی میں طلاق ہوئی اور پہہ بہے وجہ کیا
تھی؟ وجہ یعنی کہ خاوند جن کے سنک
میں اکبر شیخ کیا کرتا تھا، بیوی اس کو منع

کرنی تھی کہ جب باخودوم کا سنک ہے
تو وہاں برش کیا کریں، اس نے کہا نہیں
میں تو یہاں ہی کروں گا۔ لواس بات پر
میاں بیوی میں طلاق ہو گئی، جس نے
سنایر ان سوا بہت جگہ سنائی ہوئی
کاش کر دنوں عقل سے کام لیتے۔

پارا تنس کے لیے تو خراں کلکل چاہیے
پچ دریا ڈوبنا ہو تو بھی اک پل چاہیے
ازدحام اور تھمل کو پہاڑ بن جاتے
جس کی طرح چھوٹے چھوٹے جھوٹے سائل اکٹھے
ہو کر اخلاقات کے پہاڑ بن جاتے ہیں۔ دو
دوں کے دریان دیوار کھڑی ہو جاتے ہے
ہیں تو ان میں آپس میں جھگڑے ہو سکتے
بیٹھ گھر کا تباہی کی صورت میں ملنے آتا
ہے بعض مرتبہ تو ہفتیں پہنچیں سال کی
ہیں کبھی ماں بچوں پر ۱۸۵ ہو سکتی
ہے تو سائل ہر گے ان مسائل کو وہی
حل کر سکتا ہے جو اپنے اندر تھل مزاجی
رکھنے والا ہو۔

مرد کا دسری ٹری صفت یہ ہے کہ
دو گھنی کا ذمہ دار یوں کو نجھانے میں بھجو اور
کو نجھلے شریعت نے دنوں کے دریان
کا چور نہیں ہونا چاہیئے۔ دیکھے ہائے
یہ اس سے بڑھ کر اور شمال کیا ہو سکتی

ہے کہ وہ عورت کے حقوق ادا کرے۔ اس
طرح دنوں پر سکون زندگی گزار سکیں گے
یہی ازدواجی زندگی کا مقصد ہے امّا
تعالیٰ کا ارشاد ہے وہ میں ایسے اور اس
کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ اخلاق
لکم من انفسکم اذواجاً کا اسما
ن تھمارے لیے بیویاں بنادیں لتسکنو
الیہا۔ تاکہ تم ان سے سکون حاصل کر سکو
و جعل بینہ مودہ رحمۃ ہم نے
تھمارے درمیان مودت اور رحمت پیدا
کر دی۔ ادنیٰ ذالک لایات لقومِ سفارک
سوچنے والوں کے لیے اس میں بڑی
نشانیاں ہیں۔ اب قرآن کی رو سے یہ ثابت
ہوا کہ ازدواجی زندگی کا اصل مقصد پیار
و محبت سے رہنا اور پر سکون زندگی گزارنا
ہے۔ سوچیے جب ہم خود ہی سکون کے
پر خیڑائے والے بن جائیں گے تو پھر ہم
اس مقصد کو کیسے حاصل کریں گے۔
اچھا اور کامیاب زندگی وی ہے جس
کو اپنے پیش نظر کے کیونکہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کو ہی
سب سے اچھا اخلاق بتلا بیا گیا ہے
اسٹر تھائی سورہ قلم میں ارشاد فرماتا ہے:

د انک لعلی خلق عظیم
(بیشک آپ بہترین اخلاق والے ہیں)
علیہ وسلم کی خوشبو سے زیادہ
صفت قرآن مجید، کیا میں ہمیں بلکہ احادیث
نبویہ سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرت

ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم وقت
کے بیان میں اور گھر کے کام کا جو کرتے ہیں
حضرت موسیٰ میں وقت کے بیان میں سفریں
چل رہے ہیں بیوی اور دوڑھ کا شکار ہوئی
توفیا۔ میھو میں بھی جاتا ہوں آگ ڈھونڈنے
کے لیے اوقات لاہلہ امکنہ ۱۱ فی

انست نارا میں تھمارے لیے کہیں نہ کہیں
الیہا۔ تاکہ تم ان سے سکون حاصل کر سکو
کی آگ کے انگارے ڈھونڈتے
کی آسافے لیے آگ کے انگارے ڈھونڈتے

پھر ہے ہیں۔ یہ کتنی بڑی عبادت بتائی گئی
جس میں امشکے نبی علیہ السلام معروف ہیں
اس یہے گھر کا کوئی کام ایسا ہو جو مرد کو کونا
بڑا جائے تو فرار اختیار نہیں کو ناچاہیے جسی
طرح چھوٹے چھوٹے چھوٹے سائل اکٹھے
ہیں اسی طرح چھوٹے چھوٹے چھوٹے سائل اکٹھے
ہو کر اخلاقات کے پہاڑ بن جاتے ہیں۔ دو
دوں کے دریان دیوار کھڑی ہو جاتے ہے

ہیں تو ان میں آپس میں جھگڑے ہو سکتے
بیٹھ گھر کا تباہی کی صورت میں ملنے آتا
ہے بعض مرتبہ تو ہفتیں پہنچیں سال کی
ہیں کبھی ماں بچوں پر ۱۸۵ ہو سکتی
ہے تو سائل ہر گے ان مسائل کو وہی
حل کر سکتا ہے جو اپنے اندر تھل مزاجی
رکھنے والا ہو۔

صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق بہترین
اخلاق تھے۔ ایک حدیث شریعت میں
آتالہے حضرت انسؓ سے روایت ہے
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق
یہ ضروری قرار دیا گیا ہے کہ وہ اپنے
اندر اچھے اسلامی اخلاق پیدا کرے
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق
کی بلندی اور خوبی کا صنفراً سے
اندازہ ہو جاتا ہے کہ آپ نے بھی
کسی کو مارا نہیں۔ مارنا تو اگر رہا بھی
طاح اخلاق و عادات کو سنوارنے میں
بھی اس وہ رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام
کو اپنے پیش نظر کے کیونکہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کو ہی
سب سے اچھا اخلاق بتلا بیا گیا ہے
اسٹر تھائی سورہ قلم میں ارشاد فرماتا ہے:

حضرت انسؓ سے روایت ہے
کہ میں نے دیبا اور ریشم روافر
صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک ہمیں
زیادہ زرم نہیں چھوا اور بھی
کوئی خوشبو رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کی خوشبو سے زیادہ
صفت قرآن مجید، کیا میں ہمیں بلکہ احادیث
اچھی نہیں سونگھا۔ ملکے آپ



کو دس برس خدمت کی آپ نے
کبھی اپنے فرمایا اور نہ کہی کام
کے کرنے یا نہ کرنے پر آپ نے
کبھی فرمایا کہ یہ کوئی کیا اور
یہ کیوں نہیں کیا۔
(بخاری وسلم)

آپ نے ہم اپنے ضیر سے دریافت
کریں کہ باوجود یہ کہ الحمد للہ ہم ایسے
خوش اخلاقی بھی کی امت ہیں جس کے
اخلاق کے گن رب العزت سے لے کر
اس کے حقیر بندوں تک نہ گئے ہیں۔
جو تمام رسولوں کا سردار ہے اور اس
کی امت تمام امتوں سے بہتر اب ہماری
کیا ذمہ داری کا ہے؟ کیا ہم اپنی اس
ذمہ داری کو پوری طرح بخمار ہے ہیں۔ کیا
ہمارے اخلاق بھی اپنے اخلاق میں
شمار ہوتے ہیں کیا ہمارے ملتے
والے اور ہمارے پڑوں کی ہمارے
اخلاق سے خوش ہیں؟ اگر خدا نخواستہ
ان سوالات کا جواب لفظ نہیں میں پوچھنے
ہے تو ہمارے لیے اور ہمارے دین
کے لیے اور اگر ہم دنیا کو بھی ساتھی لیتے
چلیں تو ہماری دنیا کے لیے بھی بہت بڑا
سامنہ اور بہت بڑے خسارے کی بات
ہے۔ اگر آپ یہ بات سوچتے ہیں کہ اخلاق
سے اور دین دنیا کے کیا تعلق ہے؟ ان کے
لیے وہ کیوں نقصان دہ ہیں، ہمارے

جون ۱۹۹۶ء

حضرت خدیجہ

احمد بن محمد المعتلاني رح: اص: ۱۹-۱۹۱: (۲) زرقانی رح: ۳، ص: ۲۲۰-۲۲۱: (۸) الصابات رح: ۳، ص: ۲۸۲: (۹) کذافی الزرقانی الجملہ الثابت رح: ۳، ص: ۲۲۰: (۱۰) زرقانی رح: ۳، ص: ۲۲-۲۲۱: (۱۱) ماخذ من الكتاب المواهب الدينية للعتلاني رح: ۱۹: ج: ۱- (۱۲) زرقانی رح: ۳، ص: ۲۲۱-۲۲۲: (۱۳) فتح الباری رح: ۲، اص: (۱۴) زرقانی رح: اص: ۳۰۰-۳۰۱: (۱۵) کذافی شعبہ المترین للشعرانی ص: (۱۶) ایجاد اشعار بیت جمعے بیت اصحاب ترس و قبیل نویل سے۔ (۱۷) ابن حثام رح: اص: (۱۸) دیکھی سیرۃ النبی ﷺ رح: اص: ۳۸-۳۹: (۱۹) فتح الباری رح: ۲، اص: ۲۸-۲۹: (۲۰) دیکھی ضمیح الکبری اور مسند محدثین رح: ۲۰-۲۱: (۲۱) دیکھی ضمیح الکبری مطبوعہ فیروز ساز الباری۔

کے یہاں پہنچا اور اس سے پوچھا کہ آپ کا یہ عالم تھا اور آپ صلحی امداد علیہ وسلم نے حضرت خدیجہ کے اعتقال کے بعد بھی اسی محبت کے ساتھ انھیں یقیناً برداشت کرنا گئی اور بار بار

حوالی

(۱) الصابات رح: ۳، ص: ۲۸-۲۸۱: (۲) ایضاً: (۳) سیرۃ

الصلفی میں ہے کہ جو نکے آپ زمانہ جاہلیت کے رسم و رواج سے باک تھیں تو طاہرہ مشور ہوئیں۔ (۴) دیکھی سیرۃ الصلفی رح: ۳، ص: ۲۸-۲۹: (۵) دیکھی ضمیح الکبری اور مسند محدثین صاحب کی کتاب۔ (۶) المواهب الدينية۔ للعاملا

پسند کی یک دکان کا ندارنہ میں خدھہ بیٹھا فرمائی تھا کہ یہی ہے کہ کہا کہ گھر میں پسند نہ آئے تو بدوا بھی گا یہ نستے ہی پر ارادل پکارا تھا کہ یہی ہے وہ سبب جس نے ایک دکان کو محبوب بنا دیا اور دوسرا کو کمرد و د۔ یہی ہے وہ

سبب کہ جس کی وجہ سے ایک دکان پر خریداروں کا بھیڑ

پسند نہ ہو گی اور اس دلائلی نخشی

کے نتالے بذریعہ بان آدمی کے نفرت کرتا ہے۔ (ترمذی)

ایک اور حدیث یہ آتا ہے:

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا کہ کامل تر ایمان اس کا

ہے جس کے اخلاق اچھے ہوں اور

تم میں اچھا شخص وصہبہ وابنی

بیویوں سے حسن سلوک سے

پیش آئے۔ (ترمذی)

اب ذرا غور فرمائیے کہ خوش اخلاق

کا دینی اعیان سے کیا فائدہ ہے اور

بد اخلاقی سے کیا فائدہ ہے اور

درشت لمحہ میں مجھ سے کہا یعنادینا ہے

اخلاق کی کتنی نفیلت ہے اور بزرے

ہنسیں اور پھیر کرنے، یہی دل پر داشتہ

ہر کو دہاں سے چلا آیا۔ دوسرے دکاندار

ذرا بذیاوی نقصانات کی طرف

خودم ہوتے ہیں بلکہ ہماری حالت اس

یہ تو نقصان دہ اس لیے ہو سکتے ہیں

کر لوگ اسی کو برآ سمجھیں گے تو بچھرے

آئیے دنیا اور دین کے خامے کی

اچھے اخلاق کا کتنا ڈرامہ تباہ اور اس کی

کتنی بڑی نفیلت ہے اور وہ اس

حدیث شریف سے معلوم ہوتی ہے:

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے

کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کوٹ کوٹ کوٹ کی میزان میں

اچھا اخلاق سے زیادہ کوئی چیز نہ

دُنیٰ نہ ہو گی اور اس دلائلی نخشی

بکنے والے بذریعہ بان آدمی کے نفرت

کرتا ہے۔ (ترمذی)

ایک اور حدیث یہ آتا ہے:

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا کہ کامل تر ایمان اس کا

ہے جس کے اخلاق اچھے ہوں اور

تم میں اچھا شخص وصہبہ وابنی

سنا ہے کہ مومن اچھے اخلاق

کے ذریعہ پر درپے روزے

رکھنے والے اور عابد کا درجہ

پا لیتا ہے۔ (ابوداؤد)

دین کا نقصان یہ ہے کہ خوش اخلاق

بخاری میں فرمائی ہے اچھے ہیں اچھے

اخلاقی کی کتنی نفیلت ہے اور بزرے

درشت لمحہ میں مجھ سے کہا یعنادینا ہے

اخلاق کرنے قابل نفرت۔

ذرا بذیاوی نقصانات کی طرف

خودم ہوتے ہیں بلکہ ہماری حالت اس

یہ تو نقصان دہ اس لیے ہو سکتے ہیں

کر لوگ اسی کو برآ سمجھیں گے تو بچھرے

آئیے دنیا اور دین کے خامے کی

اچھے اخلاق کا کتنا ڈرامہ تباہ اور اس کی

کتنی بڑی نفیلت ہے اور وہ اس

حدیث شریف سے معلوم ہوتی ہے:

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے

کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

زمانے کی رحمت بہا نے تلاش

ہے زندگی کی زیادہ کوئی چیز نہ

ہٹا دینے پر یا کوئی ایسی چیز ہٹا دینے

پر جس سے لوگوں کو تکلیف پہنچ رہی ہو

زواب ملتا ہے تو کیا کسی سے دولچھے

بول بول دینے پر کوئی اجر نہیں ملے گا،

ضور ملے گا، ایک حدیث شریف

میں آتا ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا

سے روایت ہے کہ میلانہ نبی کرم

صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے

سنا ہے کہ مومن اچھے اخلاق

کے ذریعہ پر درپے روزے

رکھنے والے اور عابد کا درجہ

پا لیتا ہے۔ (ابوداؤد)

دین کا نقصان یہ ہے کہ خوش اخلاق

بخاری میں فرمائی ہے اچھے ہیں اچھے

اخلاقی کی کتنی نفیلت ہے اور بزرے

درشت لمحہ میں مجھ سے کہا یعنادینا ہے

اخلاق کرنے قابل نفرت۔

ذرا بذیاوی نقصانات کی طرف

خودم ہوتے ہیں بلکہ ہماری حالت اس

یہ تو نقصان دہ اس لیے ہو سکتے ہیں

کر لوگ اسی کو برآ سمجھیں گے تو بچھرے

آئیے دنیا اور دین کے خامے کی

اچھے اخلاق کا کتنا ڈرامہ تباہ اور اس کی

کتنی بڑی نفیلت ہے اور وہ اس

حدیث شریف سے معلوم ہوتی ہے:

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے

کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

زمانے کی رحمت بہا نے تلاش

ہے زندگی کی زیادہ کوئی چیز نہ

ہٹا دینے پر یا کوئی ایسی چیز ہٹا دینے

کی جو فضیلت اور اس کا جو مرتبہ ہے اس

اچھے اخلاقی کی کتنی نفیلت ہے اور بزرے

درشت لمحہ میں مجھ سے کہا یعنادینا ہے

اخلاق کرنے قابل نفرت۔

ذرا بذیاوی نقصانات کی طرف

خودم ہوتے ہیں بلکہ ہماری حالت اس

یہ تو نقصان دہ اس لیے ہو سکتے ہیں

کر لوگ اسی کو برآ سمجھیں گے تو بچھرے

آئیے دنیا اور دین کے خامے کی

اچھے اخلاق کا کتنا ڈرامہ تباہ اور اس کی

کتنی بڑی نفیلت ہے اور وہ اس

حدیث شریف سے معلوم ہوتی ہے:

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے

کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

زمانے کی رحمت بہا نے تلاش

ہے زندگی کی زیادہ کوئی چیز نہ

ہٹا دینے پر یا کوئی ایسی چیز ہٹا دینے

کی جو فضیلت اور اس کا جو مرتبہ ہے اس

اچھے اخلاقی کی کتنی نفیلت ہے اور بزرے

درشت لمحہ میں مجھ سے کہا یعنادینا ہے

اخلاق کرنے قابل نفرت۔

ذرا بذیاوی نقصانات کی طرف

خودم ہوتے ہیں بلکہ ہماری حالت اس

یہ تو نقصان دہ اس لیے ہو سکتے ہیں

کر لوگ اسی کو برآ سمجھیں گے تو بچھرے

آئیے دنیا اور دین کے خامے کی

اچھے اخلاق کا کتنا ڈرامہ تباہ اور اس کی

کتنی بڑی نفیلت ہے اور وہ اس

حدیث شریف سے معلوم ہوتی ہے:

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے